الطافِ ربّانی

(سفرِ قونیہ (ترکی) کے ملفوظات)

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت خانقاہ امدادیہ اشرفیہ۔ اشرف المدارس
گلشن اقبال، بلاک نمبر۲ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲، کراچی ۴۷
فون ـــــ ۴۶۱۹۵۸

خدا کے حکم پر اپنا سرِ تسلیم خم کر دو

خدا کے حکم پر اپنا سرِ تسلیم خم کر دو
گناہوں پر ندامت سے تم اپنی چشم نم کر دو

دلِ ویراں کو یادِ حق سے تم باغِ ارم کر دو
عجم کو نورِ حق سے مظہرِ نورِ حرم کر دو

گناہوں کی خوشی کو خوفِ محشر سے الم کر دو
اور اپنے آنسوؤں میں اپنا خونِ دل بہم کر دو

گنہ کی صبح کو خوفِ خدا سے شامِ غم کر دو
ندامت سے پھر اپنے دل کو رشکِ جامِ جم کر دو

گراں کی راہ میں تم قلب و جاں کو وقفِ غم کر دو
فلک سے اس زمین سجدہ کو تم اپنی خم کر دو

خدا کے نام پر قربان تم ساری نِعَم کر دو
اور اخترؔ اپنے قلب و جاں کو تم نذرِ حرم کر دو

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عرض مرتب

گذشتہ سال ۱۹۹۶ء کے دوران لیسٹر (برطانیہ) سے حضرت مولانا ایوب سورتی صاحب ناظم مجلس دعوۃ الحق (یو۔ کے) خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے وقتاً فوقتاً فون آتے رہے کہ برطانیہ کے احباب حضرت والا کو بہت یاد کررہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حضرت والا کچھ دن کے لئے برطانیہ تشریف لائیں۔ گذشتہ سال بوجہ ناسازی طبع حضرت والا کا سفر نہ ہوسکا تھا۔ اس سے قبل ۱۹۹۴ء اور اس کے بعد ۱۹۹۵ء میں برطانیہ کے دو سفر ہوئے تھے۔ بہرحال باوجود ضعف کے حضرت والا نے سفر کا فیصلہ فرمالیا۔

داعیان سفر نے مولانا رومی سے حضرت والا کے والہانہ تعلق کے پیش نظر براستہ ترکی سفر کا نظم بنایا تاکہ مولانا رومی کے شہر قونیہ کی زیارت بھی ہوجائے۔ حضرت والا کو بچپن ہی سے مولانا رومی سے انتہائی محبت ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اول تو مولانا رومی ہیں جن سے مجھے اللہ کی محبت کا درد حاصل ہوا اور مثنوی سمجھنے کے شوق میں نابالغی ہی کے زمانہ میں فارسی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کردی تھی اور تنہائی میں مثنوی کے اشعار پڑھ پڑھ کر رویا کرتے تھے خصوصاً یہ اشعار ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح از درد اشتیاق

ترجمہ: اے اللہ آپ کی جدائی کے غم میں اپنا سینہ ٹکڑے ٹکڑے چاہتا ہوں تاکہ آپ کی محبت کی شرح درد اشتیاق سے بیان کروں۔

ہر کرا جامہ زعشقے چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

ترجمہ: عشق حقیقی کی آگ سے جس کا سینہ چاک ہوگیا وہ حرص و ہوس عجب و کبر حب دنیا و حب جاہ حسد و کینہ وغیرہ جملہ رذائل سے پاک ہوگیا۔

اور مثنوی کا یہ شعر بھی حضرت والا کا نہایت پسندیدہ ہے۔

آہ را جز آسماں ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

ترجمہ: میں ایسے سناٹے میں آہ کرتا ہوں جہاں سوائے آسمان کے کوئی میری آہ کا سننے والا نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کا سوائے خدا کے کوئی محرم نہیں ہوتا۔

بچپن میں قرآن شریف پڑھ کر حضرت والا اپنے استاد محترم سے اکثر درخواست کر کے مثنوی کے اشعار سنتے جن کی آواز نہایت دردناک تھی جس سے حضرت والا کا دل خدائے تعالیٰ کے لئے اور بے چین ہوجاتا۔

اس کے بعد حضرت والا کا تعلق ارادات جب حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا تو حضرت کا عشق مثنوی اور تیز ہوگیا کیونکہ حضرت شیخ پھولپوریؒ سراپا عشق تھے اور مثنوی کے عاشق تھے۔ حضرت نے مثنوی اپنے شیخ پھولپوریؒ سے پڑھی اور حضرت پھولپوریؒ نے حضرت حکیم الامت مجدد الملت

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی اور حضرت تھانوی نے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ یہ مثنوی کی حضرت والا کی عظیم الشان سند ہے۔

حضرت والا نے سترہ سال تک دن رات مستقل اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی۔ اس وقت حضرت والا کی عمر اٹھارہ سال تھی اور حضرت شیخ پھولپوریؒ تقریباً ستر سال کے تھے۔ کیا مبارک جوانی تھی جو اللہ کی عبادت میں پروان چڑھی اور جس کے شب و روز مستقل سترہ سال تک ایک اللہ والے شیخ کامل کی خدمت و صحبت اور محبت اشد پر فدا ہوئے۔ شیخ کے ساتھ اتنی طویل صحبت کی مثال اس دور میں ملنا مشکل ہے۔ حضرت کے وہ تمام حالات اور اپنے شیخ کے ساتھ عشق و جاں نثاری و فداکاری کے واقعات بیان کرنے کا یہ موقع نہیں کیونکہ یہ ایک طویل داستان ہے جس کو اگر لکھا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے گی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ احقر سے یہ کام لے لے جس سے اُمت مسلمہ قیامت تک سبق حاصل کرے۔ لیکن حضرت والا کے موجودہ شیخ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا ایک جملہ نقل کرتا ہوں جو آپ نے اپنے بڑے بھائی صاحب سے فرمایا تھا کہ ہم نے جو کتابوں میں پڑھا تھا کہ سات سو آٹھ سو سال پہلے لوگ اپنے شیخ کی کس طرح محبت و خدمت کرتے تھے اس دور میں ہم نے مولانا حکیم اختر صاحب کو دیکھا جنہوں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری کی اسی طرح خدمت کی۔ حضرت والا پھولپوریؒ حضرت کو مثنوی مولانا روم پڑھایا کرتے تھے اور یہ سلسلہ سترہ سال تک جاری رہا۔

مثنوی پڑھنے کے زمانہ ہی میں حضرت والا کے قلب پر اشعار مثنوی کے

عجیب و غریب مطالب و معانی القا ہوتے تھے اور حضرت والا کبھی کبھی حضرت شیخ پھولپوریؒ کو وہ شرح سناتے جو اللہ کی طرف سے حضرت کے قلب کو عطا ہوتی جس کو سن کر حضرت شیخ نہایت مسرور ہوتے اور آبدیدہ ہوجاتے اور ایک بار تو حضرت پر ایسی خاص کیفیت طاری ہوئی کہ فجر کی نماز پڑھ کر مدرسہ سے پانچ میل پیدل اپنے شیخ کی خدمت میں پھولپور حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت مثنوی کے بعض اشعار کی شرح میرے دل میں آئی ہے، اگر اجازت ہو تو تصدیق کے لئے حضرت والا کو سنادوں۔ فرمایا کہ سناؤ۔ حضرت پھولپوریؒ نے اپنے معمولات ذکر و تلاوت و نوافل و مناجات وغیرہ سب ملتوی کردیے اور مسلسل پانچ گھنٹے دوپہر گیارہ بجے تک حضرت کی دردناک شرح سنتے رہے اور اشکبار رہے جس پر حضرت یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

وہ چشم ناز بھی نظر آتی ہے آج نم
اب تیرا کیا خیال ہے اے انتہائے غم

اس کے بعد حضرت شیخ نے خوش ہوکر جوش سے فرمایا کہ بتاؤ آج کیا کھاؤ گے۔ حضرت نے عرض کیا کہ حضرت جو آپ کھلادیں گے۔ حضرت والا پھولپوریؒ اٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آج حکیم اختر کے لئے تہری (پیلے نمکین چاول) پکاؤ۔ شرح سن کر حضرت شیخ پھولپوریؒ بے انتہا خوش تھے۔ (احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت والا کی زبان مبارک سے احقر نے بارہا سنا ہے۔ عشرت جمیل میر عفا اللہ عنہ)

چنانچہ حضرت والا کے قلم سے مثنوی کی ایسی عاشقانہ اور منفرد شرح معارف مثنوی کے نام سے اللہ تعالیٰ نے لکھوادی جس میں عشق حق کی آگ بھری ہوئی ہے اور عوام و خواص میں مقبول ہے اور اس کا ترجمہ انگریزی اور

بنگلہ زبان میں ہوچکا ہے اور ہندوستان میں ایک عالم ہندی زبان میں اس کا ترجمہ کررہے ہیں اور دارالعلوم کنتھاریہ سے گجراتی زبان میں اس کا ترجمہ شائع کیا جارہا ہے اور ری یونین میں فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرنے کا بعض خاص احباب نے ارادہ ظاہر کیا ہے۔

ایک خصوصیت اس شرح کو یہ حاصل ہے کہ مثنوی کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار میں بکھری ہوئی حکایات جو مثنوی کے مختلف دفتروں میں تھیں، حضرت نے ان کو ایک جگہ جمع کردیا اور نثر کی صورت میں ان کی تشریح اپنے درد عشق اور سوز دل کے ساتھ اس انداز سے فرمائی کہ یہ خود ایک مستقل تصنیف اور محبت الٰہیہ کی شراب دوآتشہ ہوگئی جس میں عارف رومی کی آتش عشق اور حضرت والا کا خون جگر شامل ہے۔ معارف مثنوی کی ابتداء میں حضرت والا کے تین شعر اس حقیقت کے غماز ہیں:

ایں کتاب درد دل اے دوستاں
کردہ ام تالیف بہر عاشقاں

اے دوستو اپنے درد دل کی یہ کتاب میں نے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کے لئے لکھی ہے۔

خون دل بر ہر ورق زاریدہ ام
درد دل بر ہر ورق نالیدہ ام

اس کے ہر ورق پر میں اپنا خون دل رویا ہوں اور اس کا ہر ورق میرا نالۂ درد دل لئے ہوئے ہے۔

پردہ از درد نہاں بیروں کنم
درد دل در عاشقاں افزوں کنم

یں نے اپنے درد نہاں سے پردہ اٹھادیا ہے تاکہ اللہ کے عاشقوں کے دل میں
درد محبت اور تیز ہوجائے۔
اور حکایات کے یکجا ہونے سے مثنوی سے استفادہ بھی آسان ہوگیا۔
اس کے علاوہ اپنے اکابر کے مسلک کو حضرت نے شرح کے دوران مثنوی
کے اشعار سے جا بجا موید فرمایا جس سے اپنے اکابر کے مسلک کی حقانیت اور
س کا عین شریعت و سنت ہونا اور زیادہ واضح ہوگیا۔
اس کے علاوہ مثنوی کی بحر میں حضرت والا کے کئی سو اشعار فارسی میں
ہیں جن کو دیکھ کر حضرت مولانا یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
تھا کہ لا فرق بینک و بین مولانا روم یعنی آپ کے اور مولانا روم کے کلام میں
کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ اور ایران کے علماء حق بھی ان کو پڑھ کر جھوم گئے اور
ایک مشہور عالم نے ایران سے حضرت والا کو خط لکھا کہ جو بھی آپ کی مثنوی پڑھتا
ہے اسکو مثنوی مولانا روم سمجھتا ہے اور بیشک آپ اس دور کے رومی ثانی ہیں۔
معارف مثنوی مولانا روم کے متعلق حضرت والا کے لئے دو بشارات
منامیہ یہاں تحریر کرتا ہوں۔ آج سے تقریباً پچیس چھبیس سال پہلے جب
معارف مثنوی پہلی بار شائع ہوئی تو ماہر قلب ڈاکٹر حافظ محمد ایوب صاحب نے
جو اس وقت تعلیم حاصل کررہے تھے خواب میں دیکھا کہ معارف مثنوی مسجد
نبوی میں منبر اور محراب کے درمیان کسی بلند چیز پر رکھی ہوئی ہے۔
اور اسی زمانے میں حضرت والا کے ایک عالم مرید نے خواب دیکھا کہ
معارف مثنوی کے سرورق پر مؤلف کی جگہ حضرت والا کے نام کے بجائے شیخ
العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لکھا ہوا
ہے۔

حضرت والا کو بچپن ہی سے مولانا رومی کے شہر قونیہ کو دیکھنے کی آرزو تھی لہذا حضرت نے ارادہ فرمالیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ راستہ میں اس شہر کی زیارت کرتے ہوئے لندن اور پھر باربڈوز جائیں گے۔

اسی دوران جنوبی افریقہ سے تقریباً پچیس حضرات خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں برائے تزکیہ و اصلاح تشریف لائے جن میں بعض اکابر علماء بھی تھے جو حضرت والا کے مجاز بھی ہیں۔ انہوں نے بھی قونیہ کے سفر میں حضرت والا کی ہمراہی کی اجازت لے لی۔

مئی ۱۹۹۷ء کے تیسرے عشرہ میں جناب مولانا ایوب سورتی صاحب اور میزبان برطانیہ جناب عثمان صاحب نے فون پر بتایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ لوگ ۹ جون ۱۹۹۷ء کو حضرت والا کے استقبال کے لئے لندن سے استنبول پہنچ جائیں گے لہذا حضرت والا دامت برکاتہم اور احقر راقم الحروف کی سیٹ ترکی ایر لائن سے ۱۰ جون ۹۷ء کو بک کرادی گئی۔ حضرت والا کے ساتھ کراچی سے احقر راقم الحروف سمیت تین افراد اور تھے۔

۵ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۹۷ء بروز منگل ساڑھے تین بجے شب جہاز نے کراچی سے استنبول کے لئے پرواز کی۔ فجر کی نماز جہاز میں ادا کی گئی اور ترکی کے مقامی وقت کے مطابق ساڑھے سات بجے صبح ہمارا جہاز استنبول کے ہوائی اڈہ پر اترا۔ موسم نہایت خوشگوار اور معتدل تھا۔ استنبول کے ہوائی اڈہ پر مولانا ایوب سورتی صاحب اور عثمان صاحب کے ساتھ بارہ افراد اور تھے جو لندن سے حضرت والا کے ساتھ قونیہ جانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ ہوائی اڈہ سے قیام گاہ پہنچ کر حضرت نے آرام فرمایا اور یہ طے پایا کہ ظہر کی نماز پڑھ کر کھانے سے فارغ ہوکر حضرت والا ڈیڑھ دو گھنٹہ آرام

فرمائیں ۔ اور چونکہ آج کل دن بہت بڑا ہے اس لئے ساڑھے چار بجے کے قریب میزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دی جائے ۔ چنانچہ بعد استراحت حضرت والا کے ساتھ ہم سب مزار پر حاضر ہوئے اور ایصال ثواب کیا ۔

اگلے دن ۱۱ جون ۱۹۹۷ء بروز بدھ صبح آٹھ بجے جنوبی افریقہ سے ۱۹ افراد جن میں چھ علماء تھے استنبول پہنچے ان میں مولانا عبدالحمید صاحب مہتمم دارالعلوم آزاد دل اور دارالعلوم اسپنگو بیچ کے شیخ الحدیث مولانا ہارون صاحب اور جنوبی افریقہ میں حضرت والا کے میزبان مولانا مفتی حسین بھیات صاحب اور اسٹینگر کے مولانا زبیر صاحب وغیرہ شامل تھے ۔ یہ اہل علم حضرات حضرت والا کے مجاز بھی ہیں ۔

یہاں سفرنامہ لکھنا مراد نہیں بلکہ حضرت والا کے ملفوظات جمع کرنا مقصود ہے جو مختلف اوقات اور مختلف مقامات خصوصاً قونیہ میں حضرت والا نے ارشاد فرمائے ۔ ملفوظات کے اس مجموعہ کا نام الطاف ربانی تجویز کیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور قیامت تک کے لئے امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ بنائیں آمین یا رب العالمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

خادم

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال ۲ کراچی

۲۵ رجب المرجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۹۷ء بروز چہار شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الطاف ربانی

(۱۱ جون ۱۹۹۶ء بروز بدھ استنبول کی قیام گاہ پر ۸ بجے صبح)

عریانی اور بے پردگی کے ماحول میں حفاظت نظر کی تاکید

یہاں کے عجائب گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعض نادر تبرکات ہیں ان کی زیارت کے لئے جاتے وقت جملہ احباب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہاں بہت عریانی و بے پردگی ہے۔ یہاں سڑکوں پر بہت سے مٹی کے ڈھیلے خوبصورت ڈسٹمپروں میں نظر آئیں گے لیکن ان کا ڈسٹمپر عارضی اور یہ سب قبروں میں مردہ ہونے والے ہیں۔ یہ سمجھ لیں کہ یہ مردے ہم کو حیات نہیں دیں گے۔ جو خود اپنی حیات کے ضامن اور محافظ نہیں ہیں۔ جب اللہ چاہے ان کو موت دے دے تو ایسے عاجز دوسروں کو کیا حیات دے سکتے ہیں لہٰذا اس مولیٰ پر جان فدا کیجئے جس نے ہم کو حیات بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے کہ ہم اپنے دل کی خوشی کو اور دل کی خواہش کو توڑ دیں اللہ کے قانون کو نہ توڑیں ورنہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کو، ہمارے چین و سکون کو، ہماری خوشیوں کو پاش پاش کر دے گا و من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا۔

یہ نہ سمجھو کہ ہم نے تہجد پڑھا ہے۔ ہمیں صحبت صالحین حاصل ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں۔ جتنا اللہ کی یاد کے انوار کا خزانہ حاصل کرنا ضروری

ہے اتنا ہی ان انوار کا تحفظ بھی سالک پر فرض ہے اور یہ فرض تب ادا ہوگا جب حسن کے ڈاکوؤں سے نظر کو بچاؤ گے ۔ آپ میں سے اکثر تو تاجر اور بزنس مین لوگ ہیں ۔ بتائیے جتنا مال کمانا ضروری ہے اتنا ہی مال بچانا ضروری ہے یا نہیں ؟ ان عورتوں کو دیکھنا ایسا ہے جیسے کوئی مالدار ڈاکو سے کہے کہ میرا سب مال لے جاؤ ۔ بدنظری کرنے والا گویا حسینوں سے کہہ رہا ہے کہ میرا تقویٰ کا نور تم لوگ لے لو ۔ اس نے مرنے والوں پر اس حی وقیوم کی عظمت اور تعلق و محبت کی دولت کو گویا ضایع کردیا ۔ لہذا نیک اعمال سے دل میں جو نور آرہا ہے اس کو نظر بچا کر ۔ گناہوں سے بچ کر محفوظ رکھنا ضروری ہے اور اگر شیطان کہے کہ دیکھنے میں بہت مزہ آتا ہے تو اس وقت میرا شعر پڑھ دینا ؎

ہم ایسی لذتوں کو قابل لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

اگر آپ نے اس عریانی کے ماحول میں آنکھوں کی حفاظت کی کرلی تو ایسا قوی نور دل میں پیدا ہوگا جو اڑا کر عرش والے مولیٰ تک انشاء اللہ پہنچا دے گا ۔ اور اگر حفاظت نہ کی تو جو نور حاصل ہے وہ بھی ختم ہوجائے گا ۔ تو بتائیے کیا فائدہ ہوا ۔ وطن سے اتنی دور آئے ۔ گھر بار چھوڑا ۔ کاروبار چھوڑا ۔ سفر کی مشقت اٹھائی اور اللہ تعالیٰ کی لعنت خرید لی کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے لعن اللہ الناظر و المنظور الیہ یہ کوئی معمولی گناہ نہیں ہے آنکھوں کا زنا ہے ۔ بخاری شریف کی حدیث ہے زنی العین النظر ۔ اور لعنت کے کیا معنی ہیں ؟ اللہ کی رحمت سے دوری ۔ جو عورتیں ننگی پھر رہی ہیں اور اپنے کو دکھا رہی ہیں ان پر بھی لعنت برس رہی ہے اور جو ان کو دیکھ رہے ہیں ان پر بھی لعنت برس رہی ہے ۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے بچو

پیروں کی بددعا سے ڈرنے والو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی غلامی کے صدقہ میں پیری ملتی ہے ان کی بددعا سے کتنا ڈرنا چاہیے۔ آپ نے بددعا فرمائی ہے لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ اے اللہ اپنی رحمت سے ان سب کو محروم کردے جو آپ کو چھوڑ کر غیروں پر مر رہے ہیں۔ جو غیروں کو دیکھ رہے ہیں اور خود کو غیروں کو دکھا رہے ہیں۔ یہ بے وفا ہیں نالائق غلام ہیں جو آپ جیسے محسن اور پالنے والے کو چھوڑ کر عاجز اور بے وفا غلاموں کے غلام بنے ہوئے ہیں۔

اہل اللہ کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ کسی اللہ والے کی مٹی کو مت دیکھو۔ جو اس کے ساتھ ہے اس کو دیکھو وھو معکم سے اس کی قیمت ہے۔ اس لئے ایک اللہ والے کی قیمت زمین و آسمان ادا نہیں کرسکتے، چاند و سورج ادا نہیں کرسکتے، زمین و آسمان کے خزانے بھی ادا نہیں کرسکتے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ ہے اور اللہ کی قیمت کوئی ادا نہیں کرسکتا۔

نسبت مع اللہ کی حفاظت

اس کے بعد ایک بس میں تمام احباب تبرکات کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں کسی تاریخی عمارت کی سیر کے لئے بس رکی لیکن حضرت والا نہیں اترے بعض احباب عمارت دیکھنے چلے گئے۔ حضرت والا کے ایک مجاز جن کے پاس حضرت کی کچھ قیمتی امانتیں تھیں وہ بھی جانے لگے تو حضرت والا نے ان کو روک لیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی دس لاکھ روپے

کسی کی جیب میں رکھوادے اور وہ امین بھی ہے تو وہ امانت دار خود بھی اپنی فکر کرے گا اور ہشیار رہے گا لیکن جس کا مال اس کی جیب میں ہے وہ بھی اس کو دیکھتا رہے گا کہ وہ کہاں جارہا ہے. کہیں اس کے ساتھ کوئی خطرناک آدمی تو نہیں ہے جو اس کی جیب کاٹ لے۔ اللہ تعالیٰ جس کو نسبت مع اللہ کی دولت عطا فرماتے ہیں تو وہ صاحب نسبت خود بھی اپنی نسبت کی حفاظت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس پر نظر رکھتے ہیں کہ میرا یہ صاحب نسبت بندہ کسی گناہ میں مبتلا نہ ہوجائے. کسی لیڈی پر اس کا نفس ریڈی نہ ہوجائے اور اس کا نور تقویٰ نہ چھن جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

مشائخ کو سلسلہ پر حریص ہونا چاہیے

ارشاد فرمایا کہ جن کو کسی شیخ سے اجازت بیعت ہو ان کو سلسلہ پر حریص ہونا چاہیے کہ یہ ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ جو وہ اللہ اللہ کریں گے اور جو اعمال صالحہ کریں گے سب شیخ کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائے گا۔ روزانہ بعد از فجر اور بعد مغرب کم از کم سات ہی دفعہ یا جامع پڑھ لیا کریں اور یہ دعا کریں کہ اے اللہ آپ کا نام جامعٌ ہے مشرق مغرب شمال جنوب میں جن روحوں کو مجھ سے مناسبت ہے ان کو مجھ سے جوڑ دیجئے اور ان کی خدمت کی سعادت مجھ کو نصیب فرمائیے اور جن کو مجھ سے مناسبت نہ ہو ان کو ان کی مناسبت کی جگہ بھیج دیجئے۔ بتائیے اس دعا میں کتنا اخلاص ہے۔

ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ذکر روح کی غذا ہے۔ ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ ہے جتنا پیٹ کے فاقے سے ڈرتے ہو اس سے زیادہ روح کے فاقہ سے ڈرو کیونکہ پیٹ کی روٹی سے جسم کی حیات ہے اور روح کی حیات اللہ کا نام ہے۔ اگر روح نہ رہے تو کوئی روٹی کھاسکتا ہے؟ لہذا ذکر میں ناغہ کرکے روح کو فاقہ نہ دو۔

اعتراف قصور تقاضائے عبدیت ہے

ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کا عاشق ہوتا ہے وہ بغیر خطا کے بھی ہر وقت مستغفر رہتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب تھوڑی دیر کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر بڑے درد سے فرماتے تھے معاف فرمادیجئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں۔ ہر وقت یہی رٹ لگی رہتی تھی جیسے اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں۔ کسی پر کوئی عاشق ہو تو محبوب کی خوب خدمت کرتا ہے دعوت بھی کرتا ہے پلاؤ بریانی کباب کھلاکر بھی کہتا ہے کہ معاف کیجئے گا آپ کی مزاج شناسی میں شاید کوئی کمی رہ گئی ہو۔ بندہ بندے کی مزاج شناسی کا دعویٰ نہیں کرسکتا تو بندہ پھر اللہ کی مزاج شناسی کا کیسے دعویٰ کرسکتا ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے۔ غیر محدود عظمتوں کا حق کسی سے ادا نہیں ہوسکتا اس لئے اکثر رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین پڑھئے معافی مانگنے ہی سے کام بنے گا۔

(قیام گاہ استنبول۔ بعد مغرب کی مجلس کے بعض ارشادات)

مجلس شیخ کا ایک ادب

ارشاد فرمایا کہ جہاں تک ہوسکے مجلس میں شیخ کے قریب بیٹھنا چاہیے۔ قریب بیٹھنے والوں کو زیادہ نفع ہوتا ہے اگر کہیں آگ جل رہی ہو تو دور سے نظر تو آئے گی لیکن گرمی اس کو ملے گی جو قریب ہوگا۔ یہ بات میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی۔

مال اور جوانی کے بقاء کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ جو مال اللہ کے دین میں استعمال ہوگا وہی ہمارے کام آئے گا۔ وہی ہماری دولت اور پونجی ہے اور یہ کبھی فنا نہیں ہوگا۔ باقی جو کھایا فنا ہوگیا جو پہنا ختم ہوگیا لیکن جو اللہ پر فدا ہوا جس سے اللہ کا دین پھیلایا یہ سب باقی ہوجائے گا۔ اسی طرح جن لوگوں نے اپنی جوانی اللہ پر فدا کی وہ ہمیشہ باقی رہے گی۔ مرتے دم تک اس کو اپنے اندر جوانی محسوس ہوگی۔ بوڑھا ہوجائے گا۔ بال سفید ہوں گے لیکن دل میں جوانی رہے گی کیونکہ وہ جوانی اللہ پر فدا ہوکر باقی ہوگئی۔ لہٰذا غیر فانی جوانی اگر چاہتے ہو تو اللہ پر فدا کردو۔ اگر چاہتے ہو کہ ہمارا مال کبھی فنا نہ ہو تو اللہ پر فدا کردو۔ اگر چاہتے ہو کہ میری زندگی غیر فانی ہوجائے تو اللہ پر فدا ہوجاؤ۔ اس کی دلیل ہے ما عندکم ینفد و ما عنداللہ باق جو کچھ تمہارے پاس ہے سب ختم ہوجائے گا اور جو کچھ تم نے اللہ کے پاس بھیج دیا۔ اپنا مال۔ اپنی جوانی اپنی زندگی اللہ پر فدا کردی یہ

سب غیر فانی ہے ہمیشہ باقی رہے گا۔ اللہ باقی ہے لہذا جو اللہ کے قریب ہوتا ہے باقی باللہ ہوجاتا ہے۔ اب جوانی کو اللہ پر کیسے فدا کریں ؟ دل میں جو خواہش پیدا ہو اور اللہ اس خواہش سے راضی نہ ہو تو اس خواہش کو توڑ دو اور اللہ کے حکم کو نہ توڑو۔ اور اس کی مشق کسی اللہ والے کی صحبت اور اس سے اصلاحی تعلق سے نصیب ہوتی ہے۔

مٹی کے کھلونے اور امتحان

ارشاد فرمایا کہ یہ حسین مٹی کے کھلونے ہیں۔ ہمارا امتحان اللہ نے مٹی کے ایسے کھلونوں سے لیا ہے جن میں پیشاب پاخانہ بھی بھر دیا تاکہ میرے بندے عقل نہ کھو بیٹھیں اور مزید کرم یہ فرمایا کہ ان کو نظر سے دیکھنا بھی حرام کردیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ تم اندر کا پیشاب پاخانہ بھول جاؤ اور اوپر کے ڈسٹمپر سے پاگل ہوجاؤ لہذا نظر ہی مت ملاؤ کیونکہ ان کی آنکھوں میں رس اور ظاہر میں تھوڑا سا حسن رکھا ہے اور یہی ہمارا امتحان ہے کہ تم حسن کے دھوکہ میں آتے ہو یا خالق حسن کی طرف جاتے ہو جس نے ان کو حسن بخشا ہے۔ جو ان حسینوں کو حسن کی بھیک دے سکتا ہے اور سارے عالم کو مزہ دے سکتا ہے وہ خود کیسا ہوگا۔ بے عیب ذات اللہ کی ہے اس پر فدا ہوجایئے سارے دنیا کے حسینوں کے حسن کا مزہ اور سارے عالم کی لذات کا مجموعہ دل میں آجائیگا اور اس مزہ میں کوئی ناپاکی بھی نہ ہوگی۔ جو اللہ کے راستہ میں غم اٹھائیگا نظر بچائیگا کیا اللہ اپنے عاشقوں کو محروم رکھے گا؟ بس کوئی ذرا غم اٹھا کر تو دیکھے اس لذت کو دل محسوس کرے گا۔ وہ لذت الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی

(۱۳ جون ۱۹۹۷ء بروز جمعہ)

سبحان الذی سخر لنا الخ کے جملوں کا باہمی ربط

آج صبح ۹ بجے استنبول سے ایک بڑی بس میں مولانا رومی کے شہر قونیہ کے لئے روانگی ہوئی۔ لندن اور جنوبی افریقہ کے تمام احباب ہمراہ تھے۔ بس میں سوار ہوکر حضرت والا نے سواری کی مسنون دعا پڑھی اور تمام احباب سے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

دعا پڑھ کر **ارشاد فرمایا کہ** اس کا کیا ترجمہ ہوا سبحان الذی سخر لنا ھذا پاک ہے وہ اللہ جس نے اس مرکب اور سواری کو ہمارے لئے مسخر فرمادیا، ہمارے قبضہ اور کنٹرول میں کردیا۔ جب یہ دعا سکھائی گئی اس زمانہ میں اونٹوں اور گھوڑوں کی سواری تھی اور اب کار اور ہوائی جہاز ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کمال ہے جس نے اجزائے بے جان کو جانداروں کے لئے مسخر فرمادیا کہ لوہا، لکڑی بھاپ وغیرہ بے جان چیزیں جانداروں کو لئے بھاگی جارہی ہیں و ما کنا لہ مقرنین اور ہماری طاقت نہیں تھی ان چیزوں کو مسخر کرنے کی، اگر آپ کا کرم نہ ہوتا تو ہم ان کو اپنے قبضہ اور کنٹرول میں نہیں لاسکتے تھے۔ جانور بھی طاقت میں ہم سے زیادہ، وہ ہم کو زمین پر پٹک سکتے تھے اور کار اور ہوائی جہاز کا لوہا لکڑ پھٹ کر گر سکتا تھا لیکن اللہ کے کرم نے ان چیزوں کو ہمارے تابع کردیا۔ لیکن عالیشان سواری پر بیٹھ کر، شاندار گھوڑوں اور مرسیڈیز پر بیٹھ کر تکبر نہ کرنا، آخرت کو نہ بھول جانا، سواری کی قیمت سے کہیں اپنی قیمت نہ لگا لینا اور اپنے کو قیمتی نہ سمجھ لینا اس لئے کہو و انا الی ربنا لمنقلبون ہم اپنے

رب کی طرف لوٹائے جائیں گے ۔ سو وہاں ہماری قیمت لگے گی ۔ وہاں ہمارا حساب ہوگا ۔ غلاموں کی قیمت مالک لگاتا ہے ۔ وہاں معلوم ہوگا کہ قیمتی گھوڑوں اور شاندار مرسیڈیز پر بیٹھنے سے ہم قیمتی ہیں یا گناہوں کی وجہ سے سزا کے مستحق ہیں ۔ جس سے مالک تعالیٰ شانہ راضی ہوگا وہی بندہ قیمتی ہوگا ۔
گھوڑوں ، مرسیڈیز اور بینک بیلنس سے ہماری کوئی قیمت نہیں ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

و انا الی ربنا لمنقلبون کا ربط اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمایا میں نے یہ کسی کتاب میں نہیں دیکھا ۔
(اس کے بعد مولانا عبدالحمید صاحب مہتمم دارالعلوم آزادول (جنوبی افریقہ) نے انگریزی میں ترجمہ کیا تاکہ بعض نوجوان جو اردو نہیں سمجھتے وہ بھی سمجھ جائیں ۔ جامع)

بدنظری کے متعلق شیطان کا ایک کید اور اس کا علاج

راستہ میں حضرت والا نے بس میں مائیک سے کچھ نصائح فرمائے ۔ ارشاد فرمایا کہ یہاں آکر مجھے ایک تجربہ ہوا ۔ یہاں شیطان یہ بہکاتا ہے کہ تم لوگ مولوی ہو ، عالم ہو ، شیخ ہو ، اصلاح امت کا کام تمہارے سپرد ہے لہذا ریسرچ کرو کہ یہاں کتنی عریانی ہے ، کس کا گھٹنہ کتنا کھلا ہے اور کہاں تک کھلا ہے ، کس کا زیادہ اور کس کا اور زیادہ کھلا ہے ، کون چڈی پہنے ہوئے ہے ، کس کے سینہ پر کہاں تک لباس ہے ، ان کی عریانی حسن کی حدود متعین کرو ، حسن کی

پلاننگ کرو تاکہ لوگوں کو تنبیہ کرسکو کہ کس قدر عریانی بڑھ گئی ہے اور دکانوں پر عورتوں کے جو پالش لگے ہوئے مجسمے رکھے ہیں ان کو بھی دیکھو کہ ان میں بھی کشش کا کتنا بڑا فتنہ ہے ۔ تو سمجھ لیجئے کہ یہ شیطان کی بہت بڑی چال ہے اس طرح وہ چاہتا ہے کہ اللہ کے عاشقوں کا دل اللہ سے ہٹا کر مٹی کے کھلونوں میں ضائع کردے ۔ شیطان سے کہہ دو کہ اگر کبھی آندھی چل رہی ہو اور ریت اور مٹی کے ذرات اور پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اڑ رہے ہوں تو کیا آنکھیں کھول کر ریسرچ اور تحقیق کروگے کہ کون سا پتھر چھوٹا ہے کون سا بڑا ہے اور ریت کے ذرات کتنے ہیں ۔ جب آنکھوں کی حفاظت کے لئے ہم ریسرچ نہیں کرتے تو ایمان کی حفاظت کے لئے حسن کی آندھی کی بھی ہم ہرگز ریسرچ نہیں کریں گے اور آنکھیں بند کرلیں گے ۔

ہر آدمی کو اللہ نے عقل دی ہے یہ بتاؤ کہ کس دلیل سے تم ریسرچ آفیسر بننا چاہتے ہو ؟ قرآن پاک کی کسی آیت میں ، کسی حدیث پاک میں ، ائمہ اربعہ کی کسی فقہ میں دکھاؤ کہ کسی کے نزدیک جائز ہو کہ حسینوں پر ریسرچ کرکے دوسرے ملکوں میں دعوت دو کہ ہم نے وہاں یہ دیکھا تھا. تم لوگ ایسی عریانی سے بچنا ۔ ایسی ریسرچ حرام ہے ۔ یہ سب نفس و شیطان کے حیلے اور مکر ہیں ۔ یہ دونوں ملے ہوئے ہیں ۔ دونوں مل کر فرعون و ہامان کا پارٹ ادا کرتے ہیں ۔ ان کی بات ماننے والا تباہ ہوجائے گا ۔ اللہ والے تو فرماتے ہیں کہ اگر چین سے جینا چاہتے ہو تو حسینوں کی طرف سے آنکھیں بند کرلو ۔ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں ؎

دل آرامے کہ دل داری درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

دل کا آرام اسی میں ہے کہ اللہ کے ساتھ اس کو باندھ کر رکھو اور آنکھوں کو سارے عالم سے بند کرلو۔

قلب کی زندگی اور مردگی کی دلیل

ارشاد فرمایا کہ دل کا اللہ کی یاد سے گھبرانا اور حسینوں سے لگنا اور حسینوں کے عشق میں مبتلا ہونا دلیل ہے کہ دل مردہ ہوچکا ہے اسی لئے مردوں پر مائل ہورہا ہے۔ ہر جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ اڑتا ہے باز باز کے ساتھ اڑتا ہے۔ تم اگر مردہ نہ ہوتے تو مردوں کی طرف مائل نہ ہوتے، مرنے والوں کے عشق سے محفوظ رہتے۔ اگر زندہ ہوتے تو اللہ اللہ تعالیٰ پر مرتے جو زندہ حقیقی ہے۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو اللہ پر مرنا سیکھ لو پھر کیا ہوگا؟ جی اٹھوگے، ہر لمحہ ایک حیات نو عطا ہوگی *

جی اٹھوگے تم اگر بسمل ہوئے

لذت باطنی کے امتحان کی مثال

ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کی خوشی کو آگے رکھتا ہے اور اپنی خوشی کو آگ لگاتا ہے اس کے قلب کو اللہ تعالیٰ ایسی خوشی، ایسا مزہ، ایسا پیار دیتا ہے کہ وہ دل ہی جانتا ہے۔ دوسروں کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اب کوئی کہے کہ دوسروں کو کیوں نہیں معلوم ہوجاتا۔ جواب یہ ہے کہ پھر امتحان امتحان نہ رہتا، پرچہ آؤٹ ہوجاتا۔ اور پرچہ آؤٹ ہوجاتا ہے تو امتحان دوبارہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم امتحان کے پرچوں کو آؤٹ نہیں کرنا چاہتے اپنے

عاشقوں کے دل میں مزہ گھول دیتے ہیں۔ اگر دوسروں کو معلوم ہوجاتا کہ اہل اللہ کے قلب کو کیا مزہ حاصل ہے تو پھر امتحان کہاں رہتا۔ جو اللہ کے وعدوں پر یقین کرکے محنت کرتا ہے اس کو عطا فرماتے ہیں۔

مغفرت کے لئے ایک عظیم الشان وظیفہ

ارشاد فرمایا کہ آج میں آپ کو ایک عظیم الشان وظیفہ دے رہا ہوں۔ اس کو چلتے پھرتے بقدر تحمل کثرت سے پڑھیے۔ صبح شام ایک ایک تسبیح روزانہ پڑھ لیا کریں رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اور یہ وظیفہ کس نے عطا فرمایا ہے؟ سب سے بڑے پیارے نے مخلوق میں سب سے بڑے پیارے کو سب سے بڑا پیارا وظیفہ دیا ہے۔ سب سے بڑے پیارے یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑے پیارے کو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سب سے بڑا پیارا وظیفہ دیا۔ جو سب سے بڑا پیارا ہوتا ہے اس کو سب سے بڑی پیاری چیز دی جاتی ہے۔ پیارے کو معمولی چیز نہیں دی جاتی لہذا یہ امت کی مغفرت کے لئے بہترین وظیفہ ہے۔ وقل رب اغفر وارحم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے پالنے والے سے مغفرت مانگئے۔ رب کیوں نازل فرمایا؟ جو پالتا ہے اس کو اپنی پالی ہوئی چیز سے محبت ہوتی ہے۔ تم ایک بلی پال لو تو بلی سے محبت ہوجاتی ہے۔ کتا پال لو تو کتے سے بھی محبت ہوجاتی ہے۔ میں تمہارا پالنے والا ہوں مجھے تم سے محبت نہ ہوگی؟ لہذا اللہ تعالیٰ اپنے دریائے رحمت میں جوش کے لئے خود سکھا رہے ہیں کہ رب کہو تاکہ تمہارے منہ سے جب سنوں کہ اے میرے پالنے والے! تو

میرے دریائے رحمت میں طوفان پیدا ہو جیسے چھوٹا بچہ جب کہتا ہے کہ اے میرے ابا تو باپ کے دل میں محبت کا کیسا جوش اٹھتا ہے۔ رب اغفر اے میرے رب مجھے معاف فرمادیجئے تو مغفرت کے کیا معنیٰ ہیں؟ بستر القبیحہ و اظہار الجمیل میری برائیوں کو چھپادیجئے اور نیکیوں کو ظاہر فرمادیجئے وارحم اور رحمت کے کیا معنیٰ ہیں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے رحمت کی چار تفسیریں کی ہیں یعنی توفیق طاعت۔ فراخیٔ معیشت۔ یعنی رزق میں برکت۔ بے حساب مغفرت اور دخول جنت۔

دوستو! یہاں کے ماحول کی آلودگی میں ہم سب کچھ نہ کچھ آلودہ ہوگئے لہذا یہ وظیفہ پڑھ کر اللہ کی مغفرت کا فالودہ پی لو۔ ابھی ابھی یہ شعر ہو گیا ؎

جس کی جاں ہو گنہ سے آلودہ

وہ پئے مغفرت کا فالودہ

بندہ جب مغفرت مانگتا ہے تو شیطان کو انتہائی غم ہوتا ہے۔ بہت چلاتا ہے۔ اپنے سر پر مٹی ڈالتا ہے کہ یہ بندے تو بہت چالاک ہیں۔ میں نے تو ان کو گناہ کا مزہ چکھایا تھا اللہ سے دور کرنے کے لئے لیکن انہوں نے تو اللہ سے معافی مانگ کر اپنا کام بنالیا۔ میری ساری محنت بے کار گئی۔ میری بزنس تو لاس (Loss) میں جارہی ہے۔ شیطان مایوس ہوجاتا ہے۔

اس لئے سفر میں حضر میں جہاں بھی رہئے اس وظیفہ کو کثرت سے پڑھتے رہئے اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ معافی بھی ہوجائے گی۔ اللہ کو رحم آجائے گا کہ یہ بندہ اپنی خطاؤں پر بار بار روتا ہے تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی توفیق دے دے کہ گناہوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوجائے۔ مولانا رومی صاحب قونیہ جہاں ہم لوگ جارہے ہیں فرماتے ہیں کہ ؎

عرش لرزد از انین المذنبیں

جب گنہگار بندہ روتا ہے تو عرش الٰہی ہل جاتا ہے جیسے کہ ماں کا دل دہل جاتا ہے بچہ کے رونے سے۔

آں چناں لرزد کہ مادر بر ولد

سبحان ربی العظیم کا عاشقانہ ترجمہ

راستہ میں دارالحکومت انقرہ میں بس تھوڑی دیر کے لئے برائے طعام و استراحت رکی۔ مسجد میں ظہر کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد فرمایا کہ نماز میں سبحان ربی العظیم کا یہ ترجمہ القا ہوا کہ آپ عظیم الشان پالنے والے ہیں اور سبحان کیوں ہے؟ کہ آپ کی ہر ادائے تربیت اور ہر ادائے پرورش ہر نقص سے پاک ہے جس کو جس انداز سے پالتے ہیں اس کے لئے وہی مفید ہے۔

غروب آفتاب قرب اور ظلمت قلب

انقرہ سے روانہ ہونے کے تقریباً دو گھنٹہ بعد چائے کے لئے بس رکی۔ بس میں فرمایا کہ ابھی یہ علم عظیم عطا ہوا کہ جب سورج غروب ہوجاتا ہے تو اندھیرا چھاجاتا ہے۔ اسی طرح گناہ سے خصوصاً بدنظری سے جب خالق آفتاب ناراض ہوگا، قرب کا سورج جس کے دل میں غروب ہوگا تو قلب میں ظلمت نہیں آئے گی؟ جس کے دل میں ایمان اور اللہ تعالیٰ سے نسبت حاصل ہوتی ہے وہ فوراً اس ظلمت کو محسوس کرلیتا ہے۔

مثنوی رومی کے چند اشعار کی شرح

جب قونیہ چند میل رہ گیا تو حضرت والا نے بس کے مائیک سے مولانا رومی کے حالات زندگی نہایت سرور و کیف سے بیان فرمائے جن کو لکھنا یہاں مقصود نہیں البتہ مثنوی کے بعض اشعار کی جو شرح فرمائی اس کو مختصراً تحریر کرتا ہوں۔ (جامع)

ارشاد فرمایا کہ مولانا رومی اس امت کی بہت بڑی بہت اہم اور بہت معزز شخصیت تھے جن کی ولایت کے تمام بزرگان دین قائل ہیں۔ اللہ کی شان کہ میں بچپن ہی سے ان پر عاشق ہوں، اسی وقت سے مجھے ان سے بے پناہ محبت تھی۔ میں بالغ بھی نہیں ہوا تھا کہ ان کے شعر پڑھ کر رویا کرتا تھا خصوصاً یہ اشعار ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح از درد اشتیاق

اے خدا آپ کی جدائی کے غم سے میرا سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے تاکہ جب میں آپ کی محبت کی بات بیان کروں تو اس میں درد دل بھی شامل ہو۔ اور ؎

اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

اے اللہ آپ کا نام کتنا میٹھا ہے کہ جب میں اللہ کہتا ہوں تو میری روح میں جیسے کوئی دودھ میں چینی ملادیتا ہے ؎

نام او چوں بر زبانم می رود
ہر بن مو از عسل جوئے شود

اے اللہ جب میں آپ کا نام لیتا ہوں تو میرے بال بال شہد کے دریا ہوجاتے ہیں اور ؎

خوشتر از ہردو جہاں آنجا بود
کہ مرا باتو سرو سودا بود

اے خدا دونوں جہان میں وہ زمین مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے جس پر بیٹھ کر جلال الدین رومی آپ کی محبت میں اپنے سر کا سودا کرلے۔ اللہ کی محبت سے جس سر کا سودا ہوجائے وہ سر بھی قیمتی ہوجاتا ہے۔

آج اس شہر کی زیارت کے لئے ہم لوگ جارہے ہیں جہاں مثنوی کے ساڑھے انھائیس ہزار اشعار ہوئے جن میں اللہ کے عشق و محبت کی آگ بھری ہوئی ہے۔ سارے عالم میں جس کا غلغلہ مچا ہوا ہے۔ لہٰذا میں اس زمین پر اس نیت سے آیا ہوں کہ جہاں یہ اشعار آسمان سے مولانا پر الہام ہوئے اور اللہ کی رحمت کا غیر محدود آبشار جہاں برسا اس زمین کی زیارت کرلوں۔ جس پر مولانا نے یہ شعر فرمایا تھا ؎

آہ را جز آسماں ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

میں ایسی جگہ آہ کرتا ہوں کہ آسمان کے سوا میرا کوئی ساتھی نہیں ہوتا اور میری محبت کے اس بھید کو سوائے میرے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

اب وہ نشانات کہاں ہیں۔ وہ پہاڑ۔ وہ دریا اور زمین کا وہ ٹکڑا کہاں ہے اس کا پتہ چلانا تو مشکل ہے لیکن انشاء اللہ اس کی خوشبو مل جائے گی اور اس کے انوار حاصل ہوجائیں گے۔

حدود شریعت کی رعایت

قونیہ پہنچ کر فرمایا کہ اس شہر میں انوار محسوس ہورہے ہیں۔ دوسرے احباب نے بھی اس کی تصدیق کی اور کہا کہ یہاں سکون محسوس ہورہا ہے لیکن مولانا کے مزار کے متعلق معلومات کرنی ہے کہ وہاں کوئی بدعت تو نہیں ہورہی ہے۔ جس وقت کوئی منکر نہیں ہورہا ہوگا اس وقت جائیں گے۔ مولانا کے مزار پر لوگوں نے بانسری بجانا شروع کردی۔ انہوں نے مولانا کے اس شعر کے معنی غلط سمجھے کہ؎

بشنو از نے چوں حکایت می کند
واز جدائی ہا شکایت می کند

انہوں نے حکایت کے معنی غلط سمجھے حالانکہ مولانا کا مقصد یہ تھا کہ جس طرح بانسری جہاں سے کٹ کر آئی ہے اپنے اس مرکز کی یاد میں روتی ہے اسی طرح ہم کو بھی اللہ کی یاد میں رونا چاہیے جن کے پاس سے ہم آئے ہیں۔

بہرحال ایسے موقع پر ہم مولانا کے مزار پر نہیں جائیں گے جب وہاں کوئی منکر ہورہا ہوگا کیونکہ لا یجوز الحضور عند مجلس فیه المحظور اس مجلس میں شرکت جائز نہیں جہاں اللہ کی کوئی نافرمانی ہورہی ہو۔ اگر بالفرض آج کل ہر وقت وہاں کوئی منکر ہوگا تو پھر جائیں گے ہی نہیں چاہے سفر کی ساری مشقتیں اور تمام اخراجات بے کار جائیں۔ شریعت کے ایک حکم پر سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے۔

---

۱۴ جون ۱۹۹۷ء بروز ہفتہ ۸ بجے صبح ہوٹل قونیہ (ترکی)

عظمتِ شیخ کے متعلق علوم کے انمول موتی

(جنوبی افریقہ سے بعض بڑے علماء جن میں بعض حضرت والا کے خلفاء بھی تھے حضرت والا کی صحبت سے فیضیاب ہونے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ کسی فردگذاشت پر جملہ سالکین کی اصلاح کے لئے مندرجہ ذیل ملفوظ ارشاد فرمایا جو عجیب و غریب علوم کا حامل اور مفتاح طریق ہے۔ جامع)

ارشاد فرمایا کہ ہم نے بعض مشایخ کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے اپنے شیخ کی خدمت نہیں کی تو ان کے مرید بھی ان کی خدمت نہیں کرتے۔ کوئی ان کے پیر نہیں دباتا اور میں دیکھتا ہوں کہ دس دس آدمی خدمت کے لئے پیش قدمی کرتے ہیں۔ دنیا میں دیکھ رہا ہوں حالانکہ مجھ سے قابل ہیں۔ بعض ایسے بڑے قابل ہیں جو بخاری شریف بھی پڑھا رہے ہیں لیکن دیکھتا ہوں کہ ان کے شاگردوں میں توفیق خدمت نہیں ہے جزاء وفاقا اللہ جزاء موافق عمل دیتا ہے۔ جو شیخ کے ناز اٹھاتا ہے اس کے مریدین بھی اس کا ناز اٹھاتے ہیں۔ اگر اس نے شیخ کے ناز نہیں اٹھائے تو اس کا اثر اس کے مریدوں پر آئے گا اور اس کے مرید بھی اس کا ناز نہیں اٹھائیں گے۔ اس لئے بتارہا ہوں کہ شیخ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے خوب توبہ و استغفار کرو۔ اگر کبھی کوتاہی ہوجائے تو پاؤں پکڑ کر معافی مانگو اتنی زیادہ اس کی محبت اور خدمت کرو کہ اس کا دل صاف ہوجائے۔ اس سے اتنا تو کہو کہ کاش مجھ سے یہ بے ادبی یہ نالائقی نہ ہوتی کاش مجھے ماں پیدا ہی نہ کرتی ؎

کاش کہ مادر نزادے مر مرا

کاش کہ مجھے ماں نے جنا ہی نہ ہوتا کہ آج مجھ سے یہ غلطی ہوتی ٭

یا مرا شیرے بہ خوردے در چرا

اس خطا سے پہلے ہی مجھے شیر کھاجاتا تاکہ یہ خطا مجھ سے نہ ہوئی ہوتی ۔ یہ مولانا رومی ہیں صاحب قونیہ ۔

خطا پر ندامت کا معیار

خطا پر ندامت کا معیار مولانا نے پیش کردیا کہ خطا پر اتنی بڑی ندامت ہونی چاہئے کہ ماضی تمنائی سے فرمارہے ہیں کاش کہ مادر نزادے مرمرا کاش کہ میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا کہ مجھے آج یہ دن دیکھنا پڑتا یا اس سے پہلے مجھے شیر کھاجاتا تاکہ یہ خطا مجھ سے نہ ہوتی ۔ یہ کمال ندامت ہے یا نہیں ؟

مثنوی ۔ ایک مخدوم کتاب

یہی میں کہتا ہوں کہ مولانا رومی کو پہچاننے والے بھی دنیا میں کم ہیں یہ شخص امت کا بہت بڑا شخص ہے ۔ جنہوں نے مثنوی کا مطالعہ کیا ہے وہ سمجھتے ہیں ہمارے حاجی صاحب مثنوی کے عاشق تھے ۔ حکیم الامت تھانوی جیسا بڑا عالم بھلا کسی معمولی کتاب کی شرح لکھتا ۔ حضرت نے مثنوی کی شرح لکھی ہے جس کا نام ہے کلید مثنوی ۔ مثنوی مخدوم کتاب ہے ۔ مخدوم اس کتاب کو کہتے ہیں جس کی شرح لکھی جائے ۔ مثنوی کو ایسی مخدومیت حاصل ہے کہ مختلف ملکوں میں بڑے بڑے علماء نے مختلف زبانوں میں اس کی شرح لکھی ہے ۔

صدور خطا کے بعد تلافی خطا ضروری ہے

تو یہ بتارہا ہوں کہ شیخ کا دل ہاتھ میں لے لو تو سمجھ لو کہ اللہ کو پاگئے صدور خطا تو لوازم بشریت میں سے ہے لیکن تلافی خطا ہمارے ذمہ ہے۔ صدور خطا پر نادم ہوجاؤ لیکن ہر وقت اس فکر میں بھی نہ رہو کہ ایسا کیوں ہوا۔ یہ پچھتاوا ندامت کا جزء ہے لیکن مولانا کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر وقت پچھتاؤ کہ ایسا کیوں ہوا بلکہ مولانا کا مقصد یہ ہے کہ اگر خطا ہوگئی تو ندامت کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل کرو اور اس کی تلافی کرو کیونکہ اگر ہم لوگوں سے صدور خطا نہ ہوتا تو استغفروا کا حکم بھی نازل نہ ہوتا۔ غیر متوقع اور ناممکن کے لئے اللہ کوئی حکم نہیں دیتا۔ استغفروا ربکم دلیل ہے کہ ہم سے خطائیں ہوں گی لیکن استغفروا کا حکم سمجھ کر خطا مت کرو کہ لاؤ خطا کرلیں پھر استغفار کے حکم پر عمل کرلیں گے۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ جب خطا ہوجائے تو استغفار سے اس کی تلافی کرو۔ خطا ہونا اور ہے جان بوجھ کر خطا کرنا اور ہے۔

اہل اللہ کی مخلوق سے عدم احتیاج پر ایک آیت سے استدلال

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کبھی یہ نہ سوچو کہ میرے آنے سے شیخ کو عزت ملی یا شیخ کی خانقاہ چمک گئی یا میری وجہ سے بہت سے اور مرید ہوگئے کبھی یہ مت سوچو۔ اس کی دلیل دیکھئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے چندہ دینے والو! مولویوں کو اور مدرسوں کو اپنا محتاج مت سمجھو کہ اگر ہم چندہ روک لیں گے تو یہ مدرسے بند ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ اگر تم ہاتھ روکتے اور چندہ نہ دیتے یا اگر اے لوگو تم فلاں شیخ سے بیعت نہ ہوتے تو یستبدل قوماً غیرکم تو اللہ تم کو فنا کرتا اور تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کرتا ثم لا یکونوا امثالکم پھر تم جیسے وہ نالائق نہ ہوتے۔ لہٰذا شیخ کے لیے یہ سوچ کہ مجھے شیخ سے عزت ملی۔ میری وجہ سے شیخ کو عزت نہیں ملی۔ اگر ہم بیعت نہ ہوتے تو اللہ دوسرے لائق لوگ پیدا کرتا جو اس شیخ سے استفادہ کرتے۔ میرے پاس سے بھی بعض لوگ بھاگ گئے لیکن پھر اللہ نے ان سے عظیم الشان اور وفادار شخصیتوں کو بھیج دیا جو میرے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ ایک جاتا ہے تو اللہ دس بھیجتا ہے۔ جس کو اللہ زبان ترجمان درد دل عطا فرمانے پر قادر ہے وہ اس کو کان دینے پر قادر نہیں ہے؟ میرا شعر ہے ؎

اختر بے نوا کو بھی تیرے کرم سے اے خدا
دعوت حق کے واسطے محفل دوستاں ملی

عدم امتنان المرید علی الشیخ پر ایک آیت سے استنباط

اے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجیے کہ اے ایمان والو مجھ پر اپنے ایمان کا احسان مت جتلاؤ یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (حجرات ۱۷) تو مرید کو سوچنا چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو ہم اپنے بزرگوں سے جڑ گئے جس کی برکت سے آج ہم سے دین کا کام لیا جارہا ہے۔ آج دین کا کام جو اس راہ سے ہورہا ہے دنیا میں اور کوئی راستہ ایسا اقرب الی السنۃ نہیں ہے۔ کیونکہ شیخ اپنی قوم میں مثل نبی کے ہوتا ہے

الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ یہ کسی صوفی کا قول نہیں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی کا قول ہے جس کو علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں لکھا ہے۔ بتایئے صحابی کا ارشاد کوئی معمولی چیز ہے؟ لہٰذا یہی سمجھنا چاہیے کہ میری مریدی ممنون شیخ ہے۔ شیخ نے ہمیں قبول کر لیا یہ شیخ کا احسان ہے۔ اسی آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا۔

نفس کو مٹانے کی ایک مثال

دوستو! مزہ مٹانے میں ہے اپنے وجود کو باقی رکھنے میں مزہ نہیں ہے۔ اگر چینی چائے میں پڑی رہے اور کہے کہ ہمیں چمچے سے مٹاؤ مت تو پھیکی رہے گی کوئی پوچھے گا بھی نہیں اگر اسی چینی کو مٹادو گے۔ چائے یا شربت میں حل ہوجائے گی تو انشاء اللہ لوگ مجبور ہوں گے۔ ہر گھونٹ پر کہیں گے شکریہ۔ اس کو پی لو۔ یہ شربت ایمان افزا ہے۔ شربت روح افزا تو سنا ہوگا آج یہ نئی لغت سنئے شربت ایمان افزا۔ یہ لفظ آج اللہ تعالیٰ نے مولانا کی برکت سے قونیہ میں عطا فرمایا۔ جنہوں نے اپنے نفس کو مٹادیا وہ اللہ والے کیا ہیں؟ شربت ایمان افزا ہیں ان کو پی لو یعنی ان کی باتوں کو ایک دم دل و جان میں رکھ لو۔

مہر پاکاں درمیان جاں نشاں

اللہ والوں کی محبت کو روح کے اندر داخل کرلو اور ان کی ڈانٹ ڈپٹ کے لئے بھی تیار رہو بغیر ڈانٹ ڈپٹ کے ڈینٹ نکلتا ہے؟ بتایئے موٹر میں ڈینٹ ہے تو کیا یہ معمولی ٹھک ٹھک سے نکلے گا؟ زور سے ہتھوڑا مارنا پڑے گا۔ جن کو حضرت حکیم الامت نے ڈانٹا وہی لوگ چمکے اور جن کو پیار و محبت ہی ملی

ڈانٹ نہیں ملی وہ چکھے نہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے لیکن شیخ کی ڈانٹ کی تمنا نہ کرو۔ اگر تکوینا پڑجائے تو دل برا مت کرو۔

تلافی خطا کے دو طریقے

جب کبھی خطا ہوجائے تو اس کی تلافی کے دو طریقے ہیں۔ دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے روئے کہ میری اس حماقت پر رحم فرمایئے یہ بیوقوفی میں کیوں کررہا تھا۔ لفظ حماقت کہیے۔ اس سے نفس مٹے گا کہ ایسی حماقت مجھ سے کیوں ہوئی اور جس خطا کی نحوست سے ایسی حماقت ہورہی تھی اس کو معاف فرمادیجئے کیونکہ ہر خطا سے عقل کو نقصان پہنچتا ہے۔ قہر حماقت کسی معصیت کی سزا میں آتا ہے چاہے بد نظری ہو یا کوئی گناہ ہو۔ خالق عقل کی نافرمانی سے عقل کو نقصان پہنچتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرے کہ آپ مجھے عقل سلیم عطا فرمایئے اپنے راستے کی فہم دیجئے تاکہ آئندہ اتنی بڑی بے وقوفی مجھ سے نہ ہو۔

حضرت شیخ ہردوئی دامت برکاتہم کی ایک عجیب تعلیم

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے مجھے ہردوئی میں ایک بات پر ڈانٹا۔ بعد میں پھر بلایا اور فرمایا دیکھو شیخ کی مثال ایسی ہے جیسے مالی اور باغباں کوئی شاخ ٹیڑھی پسند نہیں کرتا وہ ہر شاخ کو کاٹ کر سیدھا کرتا ہے تاکہ میرا باغ حسین و جمیل ہو۔ شیخ بھی یہی چاہتا ہے کہ اگرچہ میں نالائق ہوں لیکن میرا کوئی مرید نالائق نہ ہو۔ جب حضرت نے یہ

فرمایا تو میں رونے لگا ۔ فرمایا کہ شیخ یہ سوچتا ہے کہ مجھ سے اچھے میرے مرید ہوجائیں ان کی نوک پلک درست ہوجائے جو انہیں دیکھے مست ہوجائے پھر ایک جملہ فرمایا کہ تم بھی صاحب اولاد ہو یعنی تم سے بھی لوگ مرید ہیں یہ معمولی جملہ نہیں ہے ۔ تازیانہ عبرت ہے ۔ حضرت نے گویا ہم کو سخت تازیانہ لگادیا کہ خبردار میری ڈانٹ کا برا مت ماننا ۔ اگر آج تم نے ہماری نہ سنی تو کل تمہاری کون سنے گا اگر آج تو میری برداشت نہیں کرے گا تو کل تیری بھی کوئی برداشت نہیں کرے گا ۔ حضرت والا کا تو ایک جملہ تھا لیکن اس میں یہ اشارہ تھا ۔ یہ حضرات کبھی صغریٰ بولتے ہیں اور کبریٰ اور نتیجہ کو محذوف کردیتے ہیں ۔ حضرت نے ایک جملہ استعمال کیا اور نتیجہ نہیں بیان فرمایا ۔ مطلب یہ تھا کہ آج تم میری سنو تو لوگ کل تمہاری سنیں گے اور اگر تم نے میری نہ سنی تو لوگ بھی تمہاری نہیں سنیں گے ۔ ایک لڑکے نے اپنے باپ کی گردن میں رسی باندھی اور گھسیٹ کر ایک درخت تک لے گیا ۔ اس نے کہا کہ بیٹا اب آگے نہ کھینچنا ورنہ تو ظالم ہوجائے گا وہ کہنے لگا بابا اس درخت تک میں نے کھینچا تو کیا ابھی ظالم نہیں ہوا ہوں ؟ کہا ابھی تک تو ظالم نہیں ہوا کیونکہ میں نے بھی تیرے دادا کو یہاں تک کھینچا تھا ۔ اس کی سزا دنیا ہی میں ملی ۔ حدیث شریف میں ہے ماں باپ کو ستانے کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے موت نہیں آئے گی جب تک کہ سزا نہ مل جائے الّا یہ کہ وہ معافی مانگ لے ۔

شیخ کے لئے دعا کرنے کی دلیل

شیخ بھی روحانی باپ ہے حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے حاشیہ

بیان القرآن میں مسائل السلوک میں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ شیخ کا بھی وہی حق ہے جو ماں باپ کا ہے، وہ بھی رَبَّيٰنِيْ میں ہے، وہ بھی پال رہا ہے، روح کی تربیت کر رہا ہے۔ اس کے لئے بھی دعا مانگنا اسی آیت سے ثابت ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ ہمارے ماں باپ پر رحم فرمایئے جیسا انہوں نے بچپن میں ہمیں رحمت سے پالا۔ لہذا شیخ کے لئے بھی دعا مانگنا چاہیے۔ اگر شیخ کے حق میں کوتاہی ہوجائے تو جلدی تلافی کرلو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے ہزاروں لاکھوں مرید شیخ کو دے سکتے ہیں۔ ہم شیخ کے محتاج ہیں شیخ ہمارا محتاج نہیں ہے۔ اس کا خاص اہتمام کرو کہ شیخ کا قلب مکدر نہ ہونے پائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ کوئی میرے اولیاء کا دل دکھائے۔ اذیت اولیا کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اذیت تسلیم فرمایا۔ اس لئے انتقام کی وعید فرمائی کہ فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ جو میرے اولیاء کو ستاتا ہے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں تو جب کبھی خطا ہوجائے اور شیخ کو کسی قسم کی تھوڑی سی بھی تکلیف پہنچ جائے تو فوراً اللہ سے رجوع کرو اور شیخ سے بھی ندامت قلب سے معافی مانگو۔

قصد رضائے شیخ عبادت ہے

شیخ کے حق میں کوتاہی کے یہ دو حق ہیں (۱) اللہ سے استغفار کرے اور (۲) شیخ سے معافی مانگے اور یا سبوح یا قدوس یا غفور یا ودود پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میرے شیخ کے دل میں میرے لئے محبت ڈال دے

میں جب حضرت کو خط لکھتا ہوں تو یا سبوح یا قدوس یا غفور یا ودود پڑھ کر خط پر دم کرتا ہوں اور تین دفعہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے خط پڑھتا ہوں تاکہ کوئی بات نامناسب ایسی نہ ہو کہ حضرت پر گراں گذرے اور ہر دفعہ یا سبوح الخ پڑھتا ہوں پھر ڈاک بھیجتا ہوں اور جب حضرت کراچی تشریف لاتے ہیں تو ملاقات کے وقت دل دل میں پڑھتا رہتا ہوں اور فضا میں ان حروف کو آہستہ سے دم کرتا ہوں تاکہ ان ہواؤں کے واسطے سے میرے شیخ کے اندر وہ داخل ہوجائے اور مجھ پر شیخ کی شفقت رہے۔ یہ عبادت ہے۔ شیخ کی محبت اور شفقت کی طلب عبادت ہے اور بہت بڑی نعمت ہے اور ہمیشہ شیخ کو خوش کرتے رہو جس طرح سے اس کی خدمت سے محبت سے اس کا دل لے سکو لے لو اور اگر کبھی خطا ہوجائے تو اعتراف کرو کہ مجھ سے سخت نالائقی ہوئی۔ بیوقوفی ہوئی۔ پرلے درجے کا امیر الحمقاء ہوں (حضرت والا نے ہنس کر فرمایا) بلکہ سلطان الحمقاء کہہ دو۔ اگر نفس میں تکبر ہے تو سلطان الحمقاء کہہ دو تاکہ بادشاہت قائم رہے۔ سلطنت قائم رہے۔ یہ دیکھئے کتنی شفقت ہے مشائخ کی کہ اس کے نفس کی بھی اس میں رعایت ہے۔ معلوم ہوا بے وقوفی سے اپنے کو کچھ سمجھتا ہے کہ میں صاحب سلطنت ہوں لیکن اس سے نفس پر چوٹ بھی لگے گی کہ کہاں کی بادشاہت ملی۔ بہرحال صدور خطا پر تعجب نہیں ہے لیکن تلافی ویسی ہونی چاہیے جیسی خطا ہو بلکہ اس سے دس گنا زیادہ۔ مناجات کا یہ عالم ہو کہ ؎

در مناجاتم ببیں خون جگر

اے اللہ میری مناجات اور میرے استغفار میں میرے جگر کا خون شامل ہے اس طرح سے روؤ اللہ سے۔

محبت شیخ میں کمی بیشی کے متعلق حکیم الامتؒ کا عجیب ملفوظ

ایک شخص نے شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ کبھی تو آپ کی محبت بہت معلوم ہوتی ہے اور کبھی قلب میں محبت کم ہوجاتی ہے تو ایسا کوئی وظیفہ بتایئے کہ ہر وقت شیخ کی محبت میں مست رہوں تو حضرت نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت یکساں رہتی ہے یا کبھی گھٹتی بڑھتی ہے؟ لکھا کہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے تو فرمایا کہ اللہ سے زیادہ حق تو پیر صاحب کا نہیں ہے۔ کوئی فکر نہ کرو البتہ شیخ کی محبت اللہ سے مانگو۔

شیخ کی محبت کو خدا سے مانگنا چاہیئے

اللّٰھمّ انی اسئلک حبک و حب من یحبک میں نیت کرو کہ اے اللہ شیخ کی محبت مجھ کو نصیب فرما۔ شیخ کی محبت کو اللہ سے مانگنا چاہیئے لیکن کبھی کبھی کمی بیشی ہو تو فکر نہ کرو لیکن عمل کرو عاشقوں والا۔ اگر دل میں محبت ہے تو کیا کہنا ورنہ عاشقوں کی نقل کرو خوشامدی چمچے بنے رہو۔ شیخ کے ہاں چمچہ بننے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ اللہ کے لئے چمچہ بنا ہوا ہے مجھ لوکہ چمچہ بننا کہاں حرام ہے؟ جہاں دنیا گھسیٹنے کے لئے چمچہ گیری کرے اور جہاں آخرت لینے کے لئے اور اللہ کو خوش کرنے کے لئے ہو یہ چمچہ گیری اللہ کو پسند ہے کہ دیکھو یہ میری محبت میں اپنے شیخ کے لئے کیسا بچھا جارہا ہے تو عاشقوں کی نقل کرتے کرتے ایک دن وہ عاشق ہی ہو جائے گا نقل کی برکت سے اللہ اس کو اصل بھی دے دیتا ہے۔

توفیق توبہ محض رحمت خداوندی ہے

ارشاد فرمایا کہ بعض بندوں کے ساتھ اللہ پاک کی خاص رحمت ہوتی ہے، عالم غیب سے رہنمائی ہوتی ہے۔ اگر رہنمائی عالم غیب سے نہ ہو تو آدمی اپنا نقصان کرلے۔ اگر خطا بھی ہوجائے تو اس کو اللہ توبہ کی توفیق دیتا ہے عالم غیب کی رہنمائی سے یہ نہ سمجھے کہ میری خطا خطا نہیں ہے بلکہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ جس نے ہم کو بچالیا۔ توفیق معافی دے دی یا آواز آسمانی دل میں آگئی۔ نہ توفیق آتی تو کیا ہوتا۔ آج صفر بٹہ صفر ہوتے، الو کی طرح پھرتے رہتے کوئی پوچھتا بھی نہیں کیونکہ یہ نفس بہت بڑا فرعون ہے۔

نفس فرعون است ہی سیرش مکن

یہ مولانا رومی صاحب قونیہ فرمارہے ہیں کہ نفس فرعون سے کم نہیں ہے اس کو ذرا خوب دبا کے رکھو۔ اس کا پیٹ مت بھرو یہ بہت بڑا فرعون ہے۔

تا نہ یادش آید آں کفر کہن

ورنہ اس کو پرانا کفر یاد آجائے گا آج سے چالیس سال پہلے کیا ہوا پرانا گناہ بھی کرادیتا ہے اس لئے نفس سے ہوشیار رہو، یہ بے ادبی کراکے بدنصیب بنا سکتا ہے۔ باادب بانصیب۔ مولانا رومی کا یہ شعر بھی پڑھا کیجئے۔

اے خدا جوئیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

اے اللہ ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کہ اپنے بزرگوں سے کوئی بات بے ادبی کی نہ ہوجائے کیونکہ بے ادب فضل رب سے محروم ہوتا ہے۔

شیخ کی محبت اللہ ہی کی محبت میں داخل ہے

اللہ کے راستے کا ادب اللہ کا ادب ہے کیونکہ شیخ اللہ ہی کے راستے کا تو رہبر ہے شیخ کا ادب کرنا اور اس کے ناز اٹھانا اللہ کا ناز اٹھانا ہے جو محبت اللہ کے لئے کرتا ہے وہ اللہ ہی کی محبت ہے۔ جو محبت اللہ والی ہوتی ہے۔ لِلّٰہِ ہوتی ہے وہ باللہ ہوتی ہے تو اللہ اپنے مقبول اور پیاروں کی محبت کو اپنی محبت کے کھاتے میں لکھتے ہیں۔ کھاتہ کے لفظ سے گجراتی تاجروں کو ہوشیار ہوجانا چاہیے۔ اس محبت کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے رجسٹر میں لکھتا ہے۔ جو اپنے شیخ کی محبت کرتا ہے، اس کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی خدمت میں، اپنی محبت میں درج کرتے ہیں۔ اگر میں موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوتا تو اس چرواہے سے جو یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ اگر آپ مجھے مل جاتے تو میں آپ کے سر میں جوئیں ڈھونڈتا جہاں آپ بیٹھتے وہاں جھاڑو لگاتا، آپ کے پیر دباتا، آپ کو روغنی روٹی کھلاتا تو میں اس سے کہتا کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ روغنی روٹی کھلادے تو سمجھ لے تو نے اللہ تعالیٰ کو کھلادیا۔ میں اس کو یہ مشورہ دیتا کہ اللہ والوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

بیعت کے متعلق ایک عجیب عاشقانہ مضمون

اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرلیں تو کسی سچے اللہ والے سے بیعت ہوجاؤ کیونکہ دنیا میں اللہ سے مصافحہ کا کوئی راستہ نہیں لیکن جو بیعت ہوتا ہے وہ اپنے شیخ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے اور شیخ کا ہاتھ اگلے شیخ

کے ہاتھ پر ہے یہاں تک کہ یہ ہاتھ واسطہ در واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک تک پہنچتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ید اللہ فوق ایدیھم نبی کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے تو جس کو اللہ سے مصافحہ کرنا ہو، زمین والے کو آسمان والے سے مصافحہ کرنا ہو تو وہ کسی راکٹ سے اللہ تک نہیں جاسکتا لیکن اگر کسی اللہ والے کا مرید ہوگیا تو اس کا ہاتھ واسطہ در واسطہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک تک پہنچ گیا اور آپ کے دست مبارک کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے نبی کے ہاتھ کو نبی کا ہاتھ مت سمجھو یہ یداللہ ہے۔ سچے اللہ والوں سے بیعت کا یہ راستہ اتنا پیارا ہے کہ دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ اللہ سے مصافحہ کا کوئی اور راستہ مجھے دلائل سے بتادو۔ میں تو دلیل پیش کررہا ہوں۔

شعبۂ تزکیۂ نفس کارِ نبوت ہے

ایک شخص نے کہا کہ خانقاہوں میں ولیوں کا کام ہوتا ہے یہ نبیوں کا کام نہیں۔ میں نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو کیونکہ عالم نہیں ہو۔ شعبۂ تزکیۂ نفس کے لئے جو خانقاہیں بن رہی ہیں یہ کارِ نبوت کو انجام دے رہی ہیں۔ بتاؤ آیت یزکیھم ولیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے یا حضور صلی اللہ علیہ سلم کے بارے میں نازل ہوئی کہ میرا نبی تزکیہ کرتا ہے لہذا تزکیۂ نفس کے لئے خانقاہیں بنانا، پیری مریدی کرنا، اس شعبہ کو زندہ کرنا کارِ نبوت ہے، اس کو ولیوں کا کام کہنا بے وقوفی اور کم علمی ہے۔ عوام اور خواص سب کو تزکیہ کی ضرورت ہے۔

دعوۃ الی اللہ میں اثر عمل صالح سے آتا ہے

اور خواص کی تربیت عوام کی تربیت سے افضل ہے کیونکہ خواص کے ذریعہ سے دین عوام میں پہنچ جاتا ہے اگر علماء اللہ والے بن جائیں ۔ صاحب نسبت درد بھرا دل ان کے سینہ میں ہو تو بتاؤ کیا عالم ہوگا ۔ اس عالم سے پورا عالم روشن ہوجائے گا ورنہ جو روحانی امراض کے ساتھ دعوت دے گا تو اس کی دعوۃ الی اللہ میں اثر نہ ہوگا اسی لئے دعوۃ الی اللہ کے ساتھ عمل صالح کی آیت نازل ہوئی و من احسن قولاً ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا ۔ معلوم ہوا کہ جو دعوۃ الی اللہ کرے وہ نیک عمل بھی کرے گناہوں سے بچے اور عمل صالح کی توفیق اہل اللہ کی صحبت سے ہوتی ہے ۔

خالق آفتاب کی ناراضگی اور تاریکی قلب

ارشاد فرمایا کہ چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی قلب میں ظلمت ہوتی ہے ۔ ایک عظیم الشان مضمون اللہ تعالیٰ نے قونیہ کے راستے میں عطا فرمایا کہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو دنیا میں اندھیرا ہوجاتا ہے اور جب وہ خالق آفتاب ناراض ہوتا ہے تو دل کا عالم اندھیرا ہوجاتا ہے ۔ یہ آفتاب سماوی پھر دل کے ان اندھیروں کو دور نہیں کرسکتا ۔ کافروں پر بھی سورج طلوع ہوتا ہے لیکن کافروں کے کفر کے اندھیرے اس سے ختم نہیں ہوتے کیونکہ خالق آفتاب ان سے ناراض ہے اسی طرح معمولی گناہ کو بھی معمولی مت

سمجھو کیونکہ اس سے بھی قلب میں اندھیرا آجائے گا اور سارا عالم ویران معلوم ہوگا۔

سلوک کا انتہائی آسان راستہ

ارشاد فرمایا کہ میں لمبے لمبے وظیفے نہیں بتاتا کہ دریاؤں میں جا کر بارہ بجے رات کو وظیفہ پڑھو۔ ذکر و نوافل بھی زیادہ نہیں بتاتا۔ زیادہ محنت و مجاہدہ بھی نہیں بتاتا۔ بس یہی کہتا ہوں کہ اگر اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچنا ہے تو ایک ہی کام کرلو کہ کام نہ کرو یعنی گناہ کے کام نہ کرو۔ نظر کو آرام سے رکھو، حرام جگہ نہ دیکھو۔ کیوں کام لیتے ہو آرام سے رہو۔ جہاں دیکھو کہ احتمال ہے وہاں بھی آنکھ بند کرکے اپنے اللہ کو یاد کرنا شروع کردو بس اللہ اللہ کی رٹ لگاؤ مولیٰ کو یاد کروگے تو لیلیٰ خود ہی یاد نہیں آئے گی کیونکہ مولیٰ پاک ہے اور لیلیٰ ہزاروں عیب رکھتی ہے۔ ہوا کھولتی ہے یا نہیں؟ لیٹرین میں بیٹھتی ہے یا نہیں؟ اس کے پسینہ نکلتا ہے یا نہیں؟ چالیس دن نہ نہائے تو منہ میں بدبو آئے گی یا نہیں؟ تو پھر پاک ذات کو چھوڑ کر ان ناپاک اور مرنے والی لاشوں پر کیوں مرتے ہو!

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ کا عاشقانہ ترجمہ

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ کا عاشقانہ ترجمہ یہ کرتا ہوں کہ آپ کے سوا ہمارا کوئی نہیں ہے آپ پاک ہیں اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ مگر ہم ظالم ہیں کہ آپ جیسے پاک مولیٰ کو چھوڑ کر ان ناپاکوں اور گھنے اور سڑنے والی لیلاؤں کے

عشق میں مبتلا ہیں اور ان کے جسم کے فرسٹ فلور سے پاگل ہوکر گراونڈ فلور کی گٹر لائنوں میں گھسے پڑے ہوئے ہیں ۔ حسینوں کے فرسٹ فلور سے شیطان بہکاتا ہے۔ گال آنکھ اور بال دکھا کر پھر گراونڈ فلور کے وبال میں پش (push) کرتا ہے پھر بڑے بڑے مقدس دس دس سال کے متقی کو گناہ میں مبتلا کردیتا ہے اور وہ گٹر لائن میں گھسے پڑے ہوتے ہیں لہذا یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے نظر کی حفاظت فرض کردی تاکہ گناہوں کا زیرو پوائنٹ ہی شروع نہ ہو ۔نقطہ آغاز ہی نہ ہو نظر بچانے سے اتنا قوی نور پیدا ہوگا کہ ایک لاکھ تہجد کا نور اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ۔ ایک بدنظری سے بچ جاؤ کسی حسین کو مت دیکھو یہ غم آپ کو ایک دم راکٹ کی طرح اللہ تک اڑادے گا ۔ گناہ سے بچنے کی یہ مائنس (MINUS WIRING) وائرنگ منزل قرب حق تک بہت تیز لے جاتی ہے ۔آپ عمل تو کرکے دیکھیں پھر اختر کی بات صحیح نہ ہو تو کہنا ایسے ہی یہ غم اٹھا کر تو دیکھئے اتنا بڑا درد دل آپ کے سینہ کو حاصل ہوگا کہ آپ خود بھی مست ہوجائیں گے اور دوسروں کو مست کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی مستی عطا فرمائے گا وجہ یہ ہے کہ اللہ اپنے عاشقوں کو خوش مستی دیتا ہے اور شیطان اپنے عاشقوں کو بدمستی دیتا ہے جس کی وجہ سے ذلت و خواری ہوتی ہے اور جوتے پڑتے ہیں دنیاوی لیلاؤں کے عاشقوں کی کھوپڑی پر جوتے پڑتے ہیں اور اللہ کے عاشقوں کے جوتے اٹھائے جاتے ہیں ان کے جوتے اٹھانے کو لوگ اپنی خوش قسمتی اور سعادت سمجھتے ہیں ۔ حقیقت اور مجاز میں کتنا بڑا فرق ہے ۔

اللہ کے راستہ کا غم اللہ کا پیار ہے

لہذا ان مرنے والی لاشوں کو مت دیکھو۔ نہ دیکھنے کا غم اٹھاؤ۔ غم سے کیوں بھاگتے ہو اس غم کو پیار کرو کیونکہ خدا کے راستے کا غم ہے۔ اس غم کو اللہ پیار کرتا ہے جس غم کو اللہ پیار کرے وہ غم پیارا نہیں ہے؟ یہ غم نہیں یہ اللہ کے راستہ کا پیار ہے۔ جب اللہ خوش ہوتا ہے تو حلاوت ایمانی دیتا ہے لہذا اس غم پر شکر ادا کرو۔ جب چپکے چپکے نظر بچالو تو کہو کہ اے اللہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے اپنے راستے کا غم عطا فرمایا۔ آپ کی راہ کا ایک کانٹا سارے عالم کے پھولوں سے بہتر ہے اور آپ کے راستے کا غم سارے عالم کی خوشیوں سے بہتر ہے۔ اللہ کے راستہ میں اگرایک کانٹا چبھ جائے تو ساری دنیا کے پھول اگر اس کانٹے کو سلام احترامی اور گارڈ آف آنر پیش کریں تو اس کانٹے کی عظمت کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اگر اللہ کے راستہ میں نظر بچانے میں، گناہ سے بچنے میں ایک ذرہ غم دل میں آجائے تو یہ اتنا مبارک غم ہے کہ ساری دنیا کی خوشیاں اگر اس غم کو سلام کریں تو اس غم کی عظمت کا حق ادا نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ اللہ کے راستہ کا غم ہے۔ اسی لئے جان یوسف علیہ السلام نے اعلان فرمایا تھا کہ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ اے میرے رب مجھے قید خانہ محبوب ہی نہیں احب ہے اس بات سے جس کی طرف یہ مصر کی عورتیں مجھے بلارہی ہیں۔ آہ! جن کی راہ کے قید خانے احب ہیں ان کی راہ کے گلستاں کیسے ہوں گے۔

دوستو! میرا یہ مضمون یہ سبجیکٹ (subject) بائی کلاس کا ہے یا نہیں؟ پی ایچ ڈی سے بھی آگے کا ہے یا نہیں؟ بس سمجھ لو آج کل اختر کو میرے مالک

نے کس اعلیٰ مضمون کا ٹیپ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اختر سے آج کل اتنے اونچے مقام کا مضمون بیان کرا رہا ہے کہ اس پر جو عمل کرلے وہ ان شاء اللہ اولیاء صدیقین کی منتہا تک پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد پھر ولایت کی سرحد ختم ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ میں داخل ہوجاؤ گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا حسام الدین کے مزار پر

اس کے بعد حضرت والا مع جملہ احباب ایک بڑی بس سے مولانا رومی کے مزار پر تشریف لے گئے۔ مولانا کے مزار سے پہلے مولانا کے نہایت عاشق اور محبوب مرید اور خلیفہ مولانا حسام الدین کا مزار ہے۔ مولانا رومی کی مثنوی ان ہی کی فرمائش پر ہوئی حضرت نے ایصال ثواب کیا اور احباب سے فرمایا کہ تین بار قل ھواللہ شریف پڑھ کر بخش دیں اور فرمایا کہ مولانا رومی نے ان کے لئے ہی یہ شعر فرمایا تھا ؎

اے حسام الدیں ضیائے ذوالجلال
میل می جوشد مرا سوئے مقال

اے حسام الدین تم اللہ کی روشنی ہو تمہاری برکت سے مجھے مثنوی کہنے کا جوش اٹھ رہا ہے اور جب مثنوی کا چھٹا دفتر لکھنا شروع کیا تب یہ شعر کہا ؎

اے حسام الدیں ضیاء الدیں بسے
میل می جوشد بقسم سادسے

اے حسام الدین اب قسم سادس کی طرف میرا قلب مائل ہورہا ہے آپ کی برکت سے مثنوی کا چھٹا دفتر کہنے کا مجھے جوش ہورہا ہے۔ اس میں بھی ان کا نام

آیا ۔ یہ معمولی بات نہیں ہے مولانا بھی ان پر عاشق تھے بعض ایسا بھی مرید ہوتا ہے کہ شیخ اس پر عاشق ہوتا ہے یہ ان کی بڑی خوش قسمتی کی بات ہے ۔

آج مولانا حسام الدین کے مزار کو دیکھ کر مثنوی کی یاد تازہ ہوگئی اور وہ شعر یہاں حل ہوگیا ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو کیا عزت بخشی ہے ۔ اس امت کا عجیب مقام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو یہ عزت بخشی کہ قیامت تک ان کے کارنامے روشن ہیں ۔

مولانا رومی کے مزار پر

چند قدم آگے مولانا رومی کا مزار ہے ۔ مولانا رومی کے مزار پر حضرت والا نے الحمد شریف، سورۃ تکاثر اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر دعا مانگی کہ یا اللہ اس کو قبول فرماکر سارا ثواب حضرت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو عطا فرما ۔ یا اللہ حضرت جلال الدین رومی کے صدقے میں ہم سب کو نسبت اولیاء صدیقین عطا فرمادے یا اللہ حضرت جلال الدین رومی کے صدقے اور طفیل میں ہماری زندگی بھر کی دعاؤں کو قبول فرما اور جو نہیں مانگا وہ بھی عطا فرما ۔ اللهم انا نسئلك من خير ما سألك منه نبيك محمدٌ صلى الله عليه وسلم و نعوذ بك من شر ما استعاذ منه نبيك محمدٌ صلى الله عليه وسلم و انت المستعان و عليك البلاغ و لا حول ولاقوة الا بالله ۔ یا کریم یا کریم یا کریم جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ سلطان العلماء کی برکت سے اے اللہ ہمارے

رذائل ہماری برائیوں کی اصلاح فرما اور گناہوں کو معاف فرما اور اختر کو میری اولاد کو ذریات کو و اقربا من جهة النسب و من جهة النساء اور جملہ میرے حاضرین و غائبین احباب کو اور ان کے گھر والوں کو یا اللہ نسبت اولیاء صدیقین کی منتہا تک پہنچادے یا اللہ منتہا تک پہنچا دے یا اللہ منتہا تک پہنچا دے اور بڑے بڑے کام اختر سے میری اولاد سے میرے احباب سے ایسے عظیم الشان کام لے لے میرے مالک کہ قیامت تک اس کے نشانات باقی رہیں۔ دست بکشا جانب زنبیل ما۔ اے اللہ اپنا دست مبارک کرم بڑھایئے اور ہماری تھیلیوں اور جھولیوں کو بھر دیجئے ہمارے رذائل کی اصلاح فرما اچھے اخلاق نصیب فرما ہم سب کو اولیاء اللہ کے رجسٹر میں داخل فرمالے اے اللہ اور ان کے اعمال و اخلاق ہم سب کو نصیب فرما اولیاء صدیقین کا ایمان ان کے اعمال ان کے اخلاق ان کی احسانی کیفیت ہمارے قلوب کو اپنی رحمت سے بہ طفیل مولانا جلال الدین رومی عطا فرمادے۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله و صحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

درس مثنوی

ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ آج یہاں کوئی منکر نہیں ہورہا ہے۔ اگر ہوتا تو ہم ہرگز یہاں نہ آتے اور فرمایا کہ مولانا کے اس شعر کا لوگوں نے مطلب غلط سمجھا ؂

بشنو از نے چوں حکایت می کند
و از جدائی ہا شکایت می کند

لیکن میرے شیخ نے فرمایا تھا کہ حکایت می کند کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم بانسری سنو یا بانسری بجاؤ بلکہ یہ مطلب ہے کہ بانس کا جو مرکز ہوتا ہے وہاں سے کاٹ کر بانسری بنائی جاتی ہے تو چونکہ وہ اپنے مرکز سے کٹ کر آئی ہے تو گویا اپنے مرکز کو یاد کرکے روتی ہے ۔ اے لوگو تم بھی اللہ سے کٹ کر عالم ارواح سے یہاں آئے ہو لہٰذا تم بھی اللہ کی یاد میں رویا کرو ۔ مولانا کا مقصد بانسری کی مثال سے یہ تھا کہ ہم اللہ کی یاد میں روئیں ۔ بانسری بجانا تو حرام ہے مولانا جیسا اللہ والا بانسری بجانے کا حکم کیسے دے سکتا ہے ۔ بانسری سے تو مولانا نے صرف ایک مثال دی ہے ۔

میرے شیخ نے اس شعر کی تشریح میں فرمایا تھا کہ بانسری کو رونا کب نصیب ہوا ۔ جب اس کا ایک سرا بجانے والے کے منہ میں ہو اور دوسرا باہر ہو تب بانسری بجتی ہے اسی طرح تم بھی اپنی روح کی بانسری کا ایک سرا کسی اللہ والے کے منہ میں پیش کردو یعنی خود کو اس اللہ والے کے سپرد کردو پھر جب اللہ والا بجائے گا تب بجوگے ۔ بانسری خود نہیں بجتی بجائی جاتی ہے ۔ بانسری کی صلاحیت کسی بجانے والے کے منہ میں آکر ظاہر ہوتی ہے اسی طرح اللہ والے کی صحبت کی برکت سے تمہارے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت پوشیدہ ہے وہ ظاہر ہوجائے گی۔ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی حکیم الامت سے پڑھی تھی یہ ان کی تقریر ہے کہ بانسری خود نہیں بجتی بجائی جاتی ہے ۔ مطلب یہ کہ جب تم خود کو کسی اللہ والے کے سپرد کردوگے پھر اس کے فیض سے تمہارے اندر بھی اللہ کی محبت کا درد پیدا ہوجائے گا کہ خود بھی مست ہوگے اور دوسروں کو بھی مست کروگے ۔

اس کے بعد حضرت نے علماء اور دیگر حاضرین کو مثنوی پڑھانے کی

اجازت عطا فرمائی پھر ایک عالم نے بیعت کی درخواست کی حضرت والا نے خانقاہ کے ایک گوشہ میں ان عالم کو بیعت فرمایا اور ہم سب نے تجدید بیعت کی۔ بیعت کا خطبہ پڑھ کر اس طرح توبہ کرائی یا اللہ ہم سب توبہ کرتے ہیں کفر سے شرک سے فسق سے بدعات سے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے خاص کر بدگمانی سے بدنگاہی سے غیبت سے یا اللہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز جماعت سے سنت کے مطابق پڑھیں گے۔ رمضان شریف کے روزے رکھیں گے، زکوٰۃ فرض ہوگی زکوٰۃ دیں گے، حج فرض ہوگا حج کریں گے جہاد فرض ہوگا جہاد کریں گے، یا اللہ ہم داخل ہوتے ہیں سلسلہ چشتیہ میں سلسلہ قادریہ میں سلسلہ نقشبندیہ میں سلسلہ سہروردیہ میں یا اللہ ان چاروں سلسلوں کے بزرگان دین اور اولیاء کرام کی نسبت سے ہم کو ایمان یقین احسان اس مقام کا نصیب فرما کہ ہماری زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ یہ دعا ہمارے لئے ہماری اولاد اور ذریات کے لئے ہمارے گھروالوں کے لئے ہمارے احباب حاضرین، احباب غائبین اور ان کے گھر والوں کے لئے سارے عالم کے لئے قبول فرما اور اے اللہ خاتمہ ایمان پر نصیب فرما میدان قیامت میں اور جنت میں ہمیں تمام بزرگوں کا ساتھ نصیب فرما اور حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے ہماری تمام زندگی کی دعاؤں کو قبول فرما ہم سب کو منتہاء اولیائے صدیقین تک پہنچا دے یا اللہ ہم جو جلدی میں نہیں مانگ سکے بے مانگے سب عطا فرمادے دونوں جہان عطا فرمادے دست بکشا جانب زنبیل ما۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

آج آپ لوگ مولانا رومی کی خانقاہ میں بیعت ہوگئے اور مولانا کی خانقاہ میں مثنوی کے ایک شعر کی شرح بھی ہوگئی۔ اب ایک اور شعر یاد آرہا ہے جس کی

شرح کرتا ہوں۔

نار شہوت چہ کشد نور خدا

گناہوں کے تقاضوں کی جو آگ ہے اس آگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے ؟ یہ گناہوں سے نہیں بجھے گی اللہ کا نور حاصل کرو ۔ نور ٹھنڈا ہوتا ہے اللہ کے نور سے یہ آگ بجھے گی۔ اگر اور گناہ کرو گے تو آگ اور بڑھ جائے گی لہذا اللہ کو یاد کرو دیکھو جہنم کو بھی سکون نہیں ملا جب اس میں دوزخی بھرے گئے تو جہنم نے کہا ھل من مزید کچھ اور بھی ہے کچھ اور چاہیے تو معلوم ہوا کہ جہنم کا پیٹ اللہ کے قدم سے بھرا تو نفس بھی جہنم کی برانچ اور شاخ ہے اس کا پیٹ گناہوں سے نہیں بھرے گا اللہ کے نور سے اس کا پیٹ بھرے گا اور وہ نور ملتا ہے اللہ کے ذکر سے اللہ والوں کی صحبت سے ۔

نور ابراہیم را ساز اوستا

مولانا فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نور سے نار نمرود ٹھنڈی ہوئی تھی تمہارے نفس کے تقاضوں کی آگ بھی اللہ کے نور سے ٹھنڈی ہوگی۔ یہ نور حاصل کرو ۔ اب مثنوی کا ایک اور شعر یاد آرہا ہے وہ بھی سن لیجیے ۔

اے خدا جوئیم توفیق ادب

اے اللہ ہم آپ سے توفیق ادب کی بھیک مانگتے ہیں کیونکہ آپ کا راستہ سراسر ادب کا ہے ۔ ادب سے آپ کا فضل بندوں پر متوجہ ہوتا ہے اور ۔

بے ادب محروم ماند از فضل رب

اور بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے محروم کردیا جاتا ہے ۔ بے ادبی دلیل محرومی ہے۔ اس سے اے اللہ ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں ۔

خانقا مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ میں درس مثنوی

اس کے بعد حضرت والا خانقاہ کے ایک گوشہ میں تشریف فرما ہوئے. ہم خدام بھی سامنے بیٹھ گئے۔ ارشاد فرمایا کہ اس شہر قونیہ میں جہاں مثنوی وارد ہوئی جی چاہتا ہے کہ یہاں مثنوی کا درس زیادہ سے زیادہ ہوجائے تاکہ قیامت کے دن یہاں کے در ودیوار گواہی دیں کہ یہاں اللہ کے ایک عاشق کے عاشقانہ کلام کی شرح ہوئی تھی اور اللہ کی محبت کی باتیں نشر ہوئی تھیں اللہ تعالیٰ اختر کی معروضات کو قبول فرماکر سارے عالم میں نشر کرادے اور مولانا کی مثنوی کی شرح معارف مثنوی کے نام سے جو اے اللہ آپ نے اختر کے ہاتھوں سے لکھوائی ہے اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کراکے سارے عالم میں اپنی محبت کی آگ لگادے۔

خطا کاروں کے لئے تسلی

صبح ایک صاحب سے جو غلطی ہوئی تھی ان کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا کہ آج میں ایک راز بتاؤں گا کہ کبھی کبھی بعض بے وقوفیاں جو ہوجاتی ہیں اس میں کیا راز ہے بے وقوفی کرنا تو خطا ہے لیکن استغفار اور توبہ کرکے اپنی خطاؤں کو بھول جاؤ ورنہ شیطان مایوس کرتا ہے. ناامید کرتا ہے کہ تم تو بڑے خطا کار ہو۔ ہم خطاؤں کو یاد کرنے کیلئے پیدا نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن پاک میں اعلان فرمایا کہ ہمکو یاد کرو گناہوں کو یاد کرنے کے لئے تم کو پیدا نہیں کیا گیا۔ ایک دفعہ گناہ سے توبہ کرلو. توبہ کرکے. معافی مانگ کر بس

سمجھو کہ تمہارے گناہوں کو ہم نے قبر میں دفن کردیا اور دفن کرنیکے بعد مردہ اکھاڑا نہیں جاتا۔میرے شیخ نے فرمایاتھا کہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرکے پھر اللہ کی یاد میں لگ جاؤ ۔ اس کا ایک راز بتاتا ہوں اور وہ راز صاحب قونیہ صاحب مثنوی کی زبان سے بتاؤں گا جو یہاں میرے قریب مدفون ہیں ۔ فرماتے ہیں ؂

اے بسا زر را سیہ تابش کنند

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو ! کبھی سونے کو سیاہ تاب کرتے ہیں کالا کالا رنگ لگادیتے ہیں کیونکہ چمکتے ہوئے سونے کو نظر لگ جائے گی اور ڈاکو چور اس کو اٹھا لے جائیں گے ۔ انسان کا نفس خود چور ڈاکو ہے اگر ہر وقت نیکیاں ہوں ، کبھی خطا نہ ہو اور کوئی بے وقوفی نہ ہوجائے تو اس کو خود اپنی نظر لگ جائے گی کہ ہم بہت ہی اہم ہیں لہٰذا خطا مت کرو بے وقوفی اور حماقت مت کرو لیکن ہونا اور ہے کرنا اور ہے ۔ اگر ہوجائے تو اللہ سے استغفار اور توبہ کرلو اور سمجھ لو کہ اللہ نے ہم کو بچالیا کہ ہم اپنی نظر سے گر گئے ، اپنی نگاہوں سے گر گئے کہ پڑھ لکھ کر بھی ہم ایسے بے وقوف ہیں ۔ لہٰذا عالم غیب سے تکوینا کبھی سونے کو سیاہ تاب کردیا جاتا ہے ۔ کیوں ؟

تا شود ایمن ز تاراج و گزند

تاکہ وہ ڈاکوؤں سے اور چوروں سے محفوظ کردیا جائے لہٰذا کبھی کوئی بے وقوفی ہوجائے تو ندامت کے ساتھ اپنے اللہ سے معافی مانگ کر سمجھ لو کہ ہم نالائق ہیں۔

مولانا رومی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

آں چنیں کردم کہ از من می سزید

ہم سے وہی نالائقی ہوئی جس کے ہم لائق تھے جو کچھ ہم سے گناہ ہوا ہم اسی لائق

تھے . نالائق سے تو نالائقی ہی ہوگی جو ہم سے ہوگئی اور کتنی زیادہ نالائقی ہوئی کہ

تا چنیں سیل سیاہی در رسید

یہاں تک کہ گناہوں کے اندھیرے ہم پر چھا گئے لیکن اب آپ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے ۔ مکہ کے کافروں نے کہا تھا کہ اب تو مکہ فتح ہوگیا ہے اب آپ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ ہم تم سے بدلہ نہیں لیں گے وہی معاملہ کریں گے جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا ۔ تو جب آپ کے نبی کے یہ اخلاق ہیں تو آپ کے اخلاق کیسے ہوں گے لہذا مولانا رومی فرماتے ہیں ؂

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد

اے خدا آپ ہم نالائقوں کے ساتھ وہ معاملہ کیجیۓ جس کے آپ اہل ہیں ۔ آپ لائق ہیں اس لئے آپ کے لائق معاف کردینا ، خطاؤں کو بخش دینا ہے ۔ اے خدا وہ معاملہ ہمارے ساتھ کیجیۓ جس کے آپ لائق ہیں ۔ کیا مولانا کے یہ علوم معمولی ہیں مولانا فرماتے ہیں کہ ؂

من نہ جویم زیں سپس راہ اثیر

میں پہلے اللہ کا راستہ ہرگز نہیں ڈھونڈوں گا پہلے کیا کروں گا ؂

پیر جویم پیر جویم پیر پیر

ایک مصرع میں چار دفعہ پیر کا نام لیا کہ ہم اللہ کو ڈھونڈنے کے لئے پہلے خود سے نہیں نکل پڑیں گے ۔ جن کے ذریعہ خدا ملتا ہے پہلے ان کو ڈھونڈیں گے یعنی اللہ والوں کو مرشد کو اور پیر کو ڈھونڈیں گے ۔ یہ صاحب قونیہ نے مولانا رومی نے ہم کو ہدایت دی کہ جن کے ذریعہ سے اللہ ملتا ہے پہلے ان کو ڈھونڈیں گے ۔ آپ بتایۓ پہلے رہبر کو تلاش کرتے ہیں یا پہلے منزل کو

ڈھونڈتے ہیں ۔ آپ قونیہ میں جہاں جہاں جارہے ہو پہلے صائم (رہبر کا نام) کو ڈھونڈتے ہو یا نہیں ؟ رہبر کو تلاش کرتے ہو کہ بھئی کدھر کو چلیں تو معلوم ہوا کہ منزل سے پہلے رہبر کو تلاش کرتے ہیں اسی طرح اللہ سے پہلے اللہ والوں کو تلاش کرو ۔ کہئیے جناب کیسا مضمون ہے ؟ کیا یہ مولانا رومی کا فیض نہیں ہے یہ صاحب قونیہ کا فیض نہیں ہے؟ اللہ کو تلاش کرنے سے پہلے اللہ تک پہنچانے والوں کو تلاش کرو ۔ رہبر کو تلاش کرو منزل سے پہلے ۔ اللہ ہماری منزل ہے مگر ہمیں رہبر چاہئے جو ہمیں اللہ تک پہنچنے کا راستہ بتائے ۔

آگے مولانا فرماتے ہیں کہ سب سے اونچا طبقہ اولیاء صدیقین کا ہے ۔ اے سالکو اگر تم سب سے اونچا مقام چاہتے ہو کہ اولیاء صدیقین بن جاؤ تو ولایت کے سب سے اعلیٰ مقام پر پہنچنے کے لئے مولانا رومی صاحب قونیہ اور صاحب ھذا القبر بتارہے ہیں کہ ؎

صبر بگذیدند و صدیقیں شدند

جن لوگوں نے اللہ کے راستہ میں صبر اختیار کیا وہ ولایت صدیقیت تک پہنچ گئے ۔ وہ اولیاء صدیقین ہوگئے ۔ سب سے اونچے درجہ کے ولی اللہ بن گئے ۔

صبر کے تین طریقے

اب آپ پوچھیں گے کہ صبر کیسے اختیار کیا جاتا ہے تو صبر کے اختیار کی تفسیر علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں کی ہے کہ صبر کے تین طریقے ہیں ۔
(۱) جو نیک عمل کررہے ہو ۔ ذکر و فکر کررہے ہو اس میں ناغہ مت کرو ۔ ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ ۔ جب ذکر چھوٹ جائے تو سمجھ لو آج روح کو فاقہ ہوگیا ۔ جسم

کے فاقہ سے جسم کمزور اور ذکر کے ناغہ سے روح کمزور ہوتی ہے۔ پھر نفس سے مقابلہ مشکل ہوجائے گا روح کمزور ہوجائے گی تو گناہ سے بچنا مشکل ہوجائے گا۔ لہٰذا جو ذکر شیخ نے بتایا ہے اس کو روزانہ کرو چاہے آدھا کرو چاہے اور کم کرو اگر کسی دن طبیعت خراب ہے۔ بخار ہے تو ایک تہائی کرلو۔ جب بیمار ہوتے ہو تو ایک پیالی چائے پیتے ہو یا نہیں تاکہ کمزوری نہ آئے جب بیماری ہو مصروفیت ہو سفر ہو تو تھوڑا سا ذکر کرلو تاکہ روح میں کمزوری نہ آئے۔ جسم کی کمزوری کا کیسا علاج جانتے ہیں اور روح کے معاملے میں بالکل بے وقوف بنے ہوئے ہیں۔

دوسرا طریقہ صبر کا یہ ہے کہ کوئی مصیبت آجائے تو اللہ کی شکایت مت کرو۔ کبھی بخار آجائے، تجارت میں گھاٹا ہوجائے راضی رہو سمجھ لو کہ اسی میں فائدہ ہے، اللہ پھر کہیں سے دے دے گا۔ اللہ کی مرضی پر راضی رہو۔

اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ حسین عورتوں سے نظر بچانے میں اور ہر گناہ سے بچنے میں جو شخص دل پر غم اٹھائے اس کا نام ہے گناہ پر صبر کرنا۔

پہلے صبر کا نام ہے الصبر علی الطاعۃ دوسرے کا نام ہے الصبر فی المصیبۃ تیسرا صبر ہے الصبر عن المعصیۃ۔ یہ تین طریقے روح المعانی میں موجود ہیں اب جو ان طریقوں پر عمل کرلے انشاء اللہ اولیاء صدیقین میں داخل ہوجائے گا۔ الحمد للہ مولانا رومی کا یہ مصرع حل ہوگیا کہ ؎

صبر بگذیدند و صدیقیں شدند

جن لوگوں نے سلوک میں صبر اختیار کیا یعنی نیک عمل پر قائم رہے، مصیبت پر شکایت نہیں کی اور گناہ سے بچنے کا غم اٹھایا یہ سب اولیاء صدیقین ہوجاتے ہیں۔ اللہ ان کے دل میں ایسی خوشی دیتا ہے کہ وہ شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تیر

شکر ہے کہ ہم نے گناہ کے کنکر پتھر پھینکے اور اس کے بدلہ میں تو مل گیا۔

جمادے چند دادم جاں خریدم

بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

الحمد للہ کہ اللہ کو ہم نے سستا پایا کہ گناہ جیسی خراب چیز چھوڑ کر اگر اللہ کو پا جاؤ تو کیا اللہ کو سستا نہیں پاگئے؟ اللہ تعالیٰ کافی ہے اللہ باقی ہے اور دنیا کے جتنے مزے ہیں سب ختم ہونے والے ہیں۔

زیں سبب ہنگامہا شد کل ھدر

یہ ہنگامے سب ختم ہونے والے ہیں۔ جوان بڈھی ہونے والی ہے۔ نیا مکان پرانا ہونے والا ہے۔ کپڑے پرانے ہونے والے ہیں۔ خوشبودار بریانی لیٹرین میں بدبودار نکلے گی۔ کالے بال سفید ہونے والے ہیں۔ لڑکے نانا ابا ہونے والے ہیں۔ لڑکیاں نانی اماں بننے والی ہیں۔ ہر طرف فنا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ساری خوشیاں ایک دن ختم ہوجائیں گی لیکن اللہ کی محبت کی خوشی ہمیشہ قائم رہے گی۔

زیں سبب ہنگامہا شد کل ھدر

باشد ایں ہنگامہ ہردم گرم تر

اللہ کی محبت کے ہنگامے۔ اللہ کی محبت کا جوش و خروش و مستیاں ہمیشہ گرم رہتی ہیں۔ باقی سب کی گرمیاں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں۔ جو لڑکی آج سولہ سال کی ہے جب وہ ستر سال کی ہوگی تو اس وقت یہ گرمی اور خوشی رہے گی؟ یا اس کو دیکھ کر سر پیٹ کر سرپٹ بھاگو گے۔ لہذا مزے میں اللہ والے تھے۔ مزے میں اللہ والے ہیں۔ مزے میں اللہ والے رہیں گے۔ ہمیشہ مزے میں رہتے ہیں اللہ والے۔

مزاح میں اصلاح

ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں ایک صاحب نے کہا کہ دیکھو وہاں کتاب پڑی ہے اس کو اٹھا لاؤ۔ میں نے کہا پڑی ہے نہ کہو رکھی ہے کہو۔ کہنے لگے کہ پڑی کہنے میں کیا حرج ہے؟ میں نے کہا کہ حرج یہ ہے کہ اگر آپ کسی کے یہاں مہمان ہوں اور میزبان کہدے کہ آج کل میرے یہاں پڑے ہوئے ہیں تو زور سے ہنسے اور کہا بات سمجھ میں آ گئی۔

بس اب دعا کرو کہ اے اللہ مولانا جلال الدین رومی کے صدقے اور طفیل میں ہم سب کی حاضری کو قبول فرما ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار آپ کی محبت کے جو آتش فشاں کی طرح مولانا رومی کے سینے سے نکلے اور پورے عالم میں غلغلہ مچادیا بڑے بڑے علماء دین آج بھی مثنوی مولانا روم سے اے اللہ تیری محبت کی آگ حاصل کرتے ہیں ہمارے سینوں کو اپنی محبت کی آگ سے بھر دے اے اللہ ہمارے سینوں کو اپنی محبت کا غیر محدود سمندر کر دے۔ ہم سب کو تقویٰ کی زندگی دے دے اللہ والی زندگی عطا فرما۔ گناہوں سے بچنے کے غم کو پیار کرنے کی توفیق دے دے۔ اے اللہ آپ کی نافرمانی سے بچنے کے غم کو پیار کرنے کی توفیق دے اور اس غم کا عقیدہ عطا فرما کہ آپ کے راستہ کا ایک ذرہ غم ساری دنیا کی خوشیوں سے افضل ہے۔ آپ کے راستہ کا ایک کانٹا سارے عالم کے پھولوں سے افضل ہے اس لئے اختر کو میری اولاد کو ۔ ذریات کو میرے سب دوست احباب کو حسینوں سے نظر بچانے کی توفیق عظیم عطا فرمادے اور ہم سب کو اپنے دوستوں کا عمل اور دوستوں کی زندگی

نصیب فرمادے اور ساری زندگی کی دعائیں بطفیل مولانا جلال الدین رومی قبول فرما اور ہم سب کو مستجاب الدعوات بنا جو دعائیں نہیں مانگیں بے مانگے اے خدا اے مالک دوجہان مجھ کو میری اولاد کو میرے سب احباب کو ان کی اولاد کو ان کے احباب کو دونوں جہان عطا فرمادے۔ دست بکشا جانب زنبیل ما۔ اے اللہ ہم پر دونوں جہان اپنی رحمت سے بذل فرمادے دنیا بھی دے دے آخرت بھی دے دے اپنی محبت کو غالب فرمادے۔

اب ہوگیا نا درس مثنوی دَرَسْنَا دروس المثنوی فی جنب مولانا جلال الدین رومی تقبل اللہ تعالیٰ دروسنا و خروجنا و اسفارنا۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و اله و صحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

درس سے فارغ ہوکر حضرت والا کے ساتھ ہم سب لوگ ظہر کی نماز کے لئے ایک قدیم مسجد میں آئے جو یہاں سے بہت قریب واقع ہے۔ ابھی ظہر کا وقت نہیں ہوا تھا اور مسجد میں کچھ ترکی حضرات بھی موجود تھے جن سے تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے بعض فارسی جاننے والے تھے۔ مسجد میں حضرت والا نے کچھ دیر اپنے ارشادات سے مستفید فرمایا اور ان کی رعایت سے درمیان میں گاہ بہ گاہ نہایت شستہ فارسی میں بھی تقریر فرمائی جس سے وہ حضرات بہت محظوظ ہوئے۔ یہاں حضرت کے بعض ارشادات نقل کئے جاتے ہیں۔

حضرت امیر خسرو کا اپنے مرشد سے عشق

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا

کہ حضرت امیر خسرو اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیاء کے عاشق تھے ۔ ان کو اپنے پیر سے ایسی محبت تھی کہ فرماتے ہیں ؂

گفتم کہ روشن از قمر؟

میں نے اپنے مرشد سلطان نظام الدین سے ایک دن سوال کیا کہ دنیا میں چاند سے زیادہ روشن کیا چیز ہے تو فرمایا؂

گفتا کہ رخسار من است

فرمایا کہ میرا چہرہ ۔ تیری نظر میں میرا چہرہ چاند سے زیادہ روشن ہونا چاہیے کیونکہ تو میرا مرید ہے ۔ پھر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ؂

گفتم کہ شیریں از شکر

شکر سے زیادہ کیا چیز میٹھی ہے؟ سلطان نظام الدین نے جواب دیا ؂

گفتا کہ گفتار من است

میری گفتگو میری بات چیت ۔ یہ سلطان نظام الدین اولیاء جواب دے رہے ہیں کہ اے میرے مرید امیر خسرو تیری نظر میں میری گفتگو شکر سے زیادہ میٹھی ہونی چاہیے؂

گفتم کہ خسرو ناتواں؟

پھر میں نے پوچھا کہ یہ خسرو ناتواں کیا ہے؟ اور آپ کا کیا لگتا ہے فرمایا

گفتا پرستار من است

کہا کہ میرا دیوانہ ہے، میرا عاشق ہے ۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ شیخ کی محبت کنجی ہے تمام مقامات کی ۔ اللہ کے راستہ کا اونچے سے اونچا مقام شیخ کی محبت کی برکت سے ملتا ہے ۔ اسی لئے حضرت جلال الدین رومی صاحب قونیہ فرماتے ہیں ؂

مہر پاکاں درمیان جاں نشاں
دل مدہ الا بہ مہر دل خوشاں

اپنے اللہ والے شیخ کی محبت کو اپنی جان میں پیوست کرلو اور اپنا دل کسی کو مت دو سوائے اس کے کہ جس کا دل اللہ کی محبت سے اچھا ہوگیا ہو بس اس اللہ والے کو اپنا دل دے دو اور دل و جان سے اس کی محبت و خدمت کرو۔
مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

جس نے اپنی عزت کو اللہ پر فدا کیا اور اپنے مرشد کی خدمت کی وہ اللہ کے یہاں بھی معزز ہوا اور دنیا میں بھی معزز ہوا اور جس نے خود کو دیکھا اور تکبر کیا کہ میں کیوں خدمت کروں، میں کیوں کسی اللہ والے کے سامنے چھوٹا بنوں وہ قرب خداوند تعالیٰ سے بھی محروم ہوا اور عزت بین الخلق سے بھی محروم ہوا۔
شیطان تکبر کی بیماری ہی سے مردود ہوا

تکبر عزازیل را خوار کرد
بہ زندان لعنت گرفتار کرد

شیطان کا نام عزازیل تھا، فرشتوں جیسا نام تھا لیکن تکبر کی نحوست سے عزازیل سے ابلیس ہوگیا۔ تکبر والا جاہ چاہتا ہے اور عاشق کے پاس نہ جاہ ہوتی ہے نہ باہ صرف آہ ہوتی ہے۔ میرا فارسی شعر ہے مثنوی کے وزن پر

عشق را جز آہ سامانے نبود
عشق را جز آہ درمانے نبود

عاشقوں کا کوئی سامان نہیں سوائے آہ کے اور عشق کا علاج صرف آہ ہے۔

ہر کہ گوید آہ او عاشق شود

جو آہ آہ کرتا ہے اللہ کا عاشق ہوتا ہے۔ میرا اردو شعر ہے ؎

وقفہ وقفہ سے آہ کی آواز

آتش غم کی ترجمانی ہے

اور میری فارسی مثنوی کا ایک اور شعر ہے ؎

بر در رحمت چو دربانے نبود

آہ را در وصل حرمانے نبود

اللہ کے دروازہ رحمت پر چونکہ کوئی دربان نہیں ہے اس لئے بندوں کی آہ کو اللہ تک پہنچنے میں کوئی مشکل نہیں۔ اللہ نے ہماری آہ کو اپنے نام پاک میں شامل فرما رکھا ہے۔ آہ اور اللہ میں خاص قرب ہے۔ ذرا کھینچ کر اللہ کہو تو اپنی آہ کو اللہ کے نام میں پاؤ گے۔ یہی دلیل ہے کہ ہمارا اللہ اصلی اللہ ہے جس نے ہماری آہ کو خرید رکھا ہے۔ برعکس جتنے باطل خدا گذرے ہیں فرعون ہامان شداد نمرود ان کے نام میں ہماری آہ شامل نہیں۔ لہذا جو ہماری آہ کا خریدار نہیں وہ ہمارا اللہ کیسے ہوسکتا ہے۔

پس جو اہل دل ہیں وہ اپنا دل اللہ ہی کو دیتے ہیں۔ میرا شعر جس کو حضرت مولانا یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت زیادہ پسند فرمایا تھا اور بہت زیادہ تعریف فرمائی تھی یہ ہے ؎

اہل دل آنکس کہ حق را دل دہد

دل دہد اورا کہ دل را می دہد

اہل دل وہ ہے جو خدائے تعالیٰ پر دل کو فدا کردے اور دل اسی ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کو دے دے جس نے ماں کے پیٹ میں دل بنایا ہے۔ یہ کیا کہ دل تو

اللہ نے بنایا اور فدا کرتے ہو مٹی کے کھلونوں پر۔ اور دل کو خدا پر فدا کرنے کا طریقہ کیا ہے یہ میرے دوسرے شعر میں ہے ؎

ہمنشینی اہل دل اہل نظر
می رساند تا خدائے بحر و بر

جو اللہ والوں کی ہمنشینی اختیار کرتا ہے۔ اللہ والوں کے پاس بیٹھتا ہے ایک دن یہ اللہ کو پاجاتا ہے۔ جو اہل اللہ کا عاشق نہیں وہ اللہ کا بھی عاشق نہیں اور جو اپنے مرشد کا عاشق ہے وہ دراصل اللہ کا عاشق ہے کیونکہ اللہ ہی کے لئے تو اس سے محبت کررہا ہے۔

چنانچہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا تھا کہ جب سلطان نظام الدین کا انتقال ہوا تو امیر خسرو تڑپ گئے کیونکہ عاشق تھے اور جنازہ کو خطاب کرکے یہ شعر پڑھتے جارہے تھے ؎

سرو سیمینا بصحرا می روی
سخت بے مہری کہ بے ما می روی

اے میرے سرو سیمیں آج آپ جنگل (قبرستان) کی طرف جارہے ہیں۔ کیا بے مروتی ہے کہ آپ مجھ کو چھوڑ کر جارہے ہیں ؎

اے تماشا گاہ عالم روئے تو

اے سلطان نظام الدین آپ کا چہرہ تو سارے عالم کے لئے تماشہ گاہ تھا ؎

تو کجا بہر تماشہ می روی

آج آپ کس کا تماشہ دیکھنے جارہے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جنازہ ہلنے لگا اور کفن سے ہاتھ باہر آگیا۔ تو لوگ حضرت امیر خسرو کو وہاں سے اٹھا کر بھاگ گئے کہ

اس کا عشق پتہ نہیں آج کیا قیامت ڈھادے گا۔ یہ عشق کی کرامت تھی۔

شرح اشعار مثنوی اور تقویٰ کی ترغیب دل نشیں

دوران گفتگو ارشاد فرمایا کہ مولائے روم صاحب قونیہ فرماتے ہیں ؎

گر زصورت بگذری اے دوستاں
گلستاں است گلستاں است گلستاں

اے دوستو! اگر تم صورت پرستی سے باز آجاؤ۔ ان مٹی کے کھلونوں سے نجات حاصل کرلو۔ ان حسین شکلوں کے عشق سے پاک ہوجاؤ تو تم کو ہر طرف اللہ کے قرب کا باغ ہی باغ نظر آئے گا۔ ہر طرف تجلیات خداوندی کا مشاہدہ کروگے۔ یہ مٹی کے ڈھیلے عبد و معبود کے درمیان حجاب ہیں۔ الٰہ باطل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ میں لا الٰہ سے جملہ الٰہ باطلہ کو قلب سے نکالنے کو فرمایا مگر ہمارا لا الٰہ کمزور اور پھسپھسا ہے جس کے سبب ہمیں الا اللہ کا مشاہدہ نہیں ہورہا ہے۔ جس کا لا الٰہ جتنا کمزور ہوگا اس کا الا اللہ بھی اتنا ہی کمزور ہوگا یعنی اس کا اللہ سے تعلق بھی اتنا ہی کمزور ہوگا۔ اس لئے غیر اللہ کو دل سے نکالو۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چوں علی وار ایں در خیبر شکن

نفس کو مارنے کے لئے اس پر مردانہ حملہ کرو۔ چوڑیاں پہن کر زنانے حملہ سے یہ نہیں مرے گا۔ مثل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نفس کے اس در خیبر کو توڑدو۔ بس ہمت کرلو پھر نفس کو مغلوب کرنا کچھ مشکل نہیں۔ واللہ میں مولانا روم کی اس مسجد میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے گناہ کو

چھوڑنے کی، گناہ سے بچنے کی، نظر بچانے کی طاقت و ہمت عطا فرمائی ہے پھر اتقوا کا حکم دیا ہے، پھر یغضوا کا حکم دیا ہے۔ اگر طاقت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہم کو گناہ سے بچنے کا، نظر بچانے کا حکم نہ دیتے کیونکہ اگر طاقت نہ ہو اور پھر حکم دیا جائے تو یہ ظلم ہے اور اللہ ظلم سے پاک ہے۔ یہی دلیل ہے کہ ہم میں گناہ سے بچنے کی طاقت ہے لیکن ہم طاقت چور ہیں، ہمت چور ہیں۔ اس طاقت اور ہمت کو ہم استعمال نہیں کرتے۔

قدرت اجتناب عن المعاصی کا ثبوت بالتمثیل

اگر کوئی کہے کہ نہیں صاحب میرے اندر تو نظر بچانے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ جب کوئی حسین شکل سامنے آتی ہے تو میں اپنے اندر نگاہ بچانے کی طاقت ہی نہیں پاتا۔ بے اختیار دیکھنے لگتا ہوں تو یہ شخص جھوٹ بولتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حکومت کا کوئی ایس پی یا کوئی چھٹا ہوا بازاری غنڈہ پستول لے کر آجائے اور کہے یہ میری خوبصورت بیٹی اور یہ میرا حسین بیٹا ہے میں نے سنا ہے کہ آپ بڑے نظر باز ہیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے اندر نگاہ بچانے کی قدرت ہی نہیں، لہٰذا ذرا اس کو دیکھو تو سہی ابھی گولی سے تمہارا کام تمام کردوں گا تو بتاؤ پھر یہ نظر باز صاحب دیکھیں گے؟ یا آنکھیں بند کرکے آنکھوں پر ہاتھ بھی رکھ لیں گے کہ کہیں اس کو شبہ نہ ہوجائے کہ دیکھ رہا ہے اور گولی ماردے۔ کیوں صاحب اب طاقت کہاں سے آگئی۔ جان پیاری ہے اس لئے نہیں دیکھتے کہ اگر دیکھوں گا تو جان جائے گی۔ جس دن اللہ جان سے زیادہ پیارا ہوجائے گا تو پھر ان حسینوں کو نہیں

دیکھوگے کیونکہ پھر کہوگے کہ ان کو دیکھنے سے میری جان اور میرا نفس تو خوش ہوگا لیکن میرا اللہ ناراض ہوجائے گا اور اے نفس مجھے اللہ تجھ سے زیادہ پیارا ہے لہذا میں اپنے اللہ کو خوش کروں گا اور تجھے ناراض کروں گا۔ تیری خوشیوں میں آگ لگادوں گا۔ لہذا جان سے زیادہ اللہ کی محبت حاصل کرو تب گناہ چھوٹیں گے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ دعا سکھائی اللھم اجعل حبك احب الیّ من نفسی و اھلی و من الماء البارد اے اللہ آپ اپنی محبت مجھ کو میری جان سے زیادہ میرے اہل و عیال سے زیادہ اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ کردیجئے۔ گناہ کا سبب قلت محبت ہے جب ایسی محبت عطا ہوجائے گی اور اللہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوگا تو محبوب کو ناراض کرکے اپنی جان کو خوش کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی محبت عطا فرمادیں کہ آپ ہم کو ہماری جانوں سے زیادہ محبوب ہوجائیں۔ ہمارے اہل و عیال سے زیادہ ہمیں محبوب ہوجائیں اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہوجائیں آمین یا رب العالمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ والصلوٰۃ والتسلیم۔

ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر قیام گاہ واپسی ہوئی اور دوپہر کا کھانا تناول فرماکر حضرت والا نے قیلولہ فرمایا۔

شام کو بعد نماز عصر ۶ بجے کے قریب قونیہ کے اطراف کی سیر کے لئے بس روانہ ہوئی کیونکہ رہبر صائم نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس جگہ لے جائیں گے جہاں مثنوی وارد ہوئی نیز مولانا رومی کی وہ جگہ بھی دکھائیں گے جہاں مولانا ذکر و شغل میں مشغول ہوتے تھے۔ تقریباً پندرہ بیس منٹ کے بعد راستہ سے ذرا ہٹ کر ایک جنگل کے قریب جہاں درخت اور سبزہ زار تھا ہماری بس ٹھہر گئی

اور رہبر صائم نے بتایا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں مثنوی کا آخری دفتر لکھا گیا تھوڑی دیر وہاں حضرت والا نے قیام فرمایا اور اس کو دیکھ کر حضرت والا اور تمام احباب بہت محظوظ ہوئے اور حضرت نے فرمایا کہ بچپن سے میرے دل میں اس جگہ کو دیکھنے کی خواہش ہوتی تھی کہ جہاں مولانا نے یہ شعر فرمایا ہوگا ؎

آہ را جز آسماں ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

میں ایسی جگہ آہ کرتا ہوں جہاں سوائے آسمان کے میری آہ کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کا سوائے خدا کے کوئی محرم نہیں ہوتا۔

راستہ میں مغرب کا وقت ہوگیا۔ قونیہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں کی مسجد میں مغرب کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ اب کیونکہ اندھیرا بڑھتا جارہا تھا اور بتایا گیا کہ آگے راستہ بھی زیادہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے مولانا کی خانقاہ جانے کا ارادہ منسوخ کردیا گیا البتہ وہ راستہ نگاہوں کے سامنے تھا جس کے لئے کہا جاتا ہے کہ مولانا اس سے گذرا کرتے تھے۔

قونیہ سے واپسی

۱۵ جون ۱۹۹۷ء بروز اتوار صبح ناشتہ کے بعد قونیہ سے استنبول کے لئے واپسی ہوئی۔ راستہ میں بس کے اندر حضرت مرشدی و مولائی عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ قونیہ میں مولانا رومی کی خانقاہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مولانا کی برکت سے مثنوی کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار سے جن تین شعروں کا انتخاب شرح کے لئے دل میں ڈالا یہ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد ہے کیونکہ یہ تین اشعار مثنوی کی روح ہیں۔

محبت الٰہیہ اور اس کا طریقہ حصول

پہلے شعر میں مولانا نے دنیا میں آنے کا مقصد بتادیا کہ وہ اللہ کی یاد اور اللہ کی تلاش میں بے چین رہنا ہے اور اس مقصد کے حصول کا طریقہ بھی بتادیا کہ ؎

بشنو از نے چوں حکایت می کند

جس طرح بانسری بانس کے مرکز سے کٹ کر آئی ہے اور اپنے مرکز کو یاد کرکے روتی ہے تو اے لوگو! تم بھی عالم ارواح سے ، عالم امر سے ، اللہ کے عالم قرب سے کٹ کر دنیا میں آئے ہو تم کیوں اللہ کو یاد کرکے نہیں روتے ، تم کیوں اپنے مرکز کو یاد نہیں کرتے ، کیوں دنیا کی رنگینیوں میں پھنس کر تم اللہ کو بھول گئے لہٰذا بانسری کی طرح تم بھی روؤ ، اللہ کو یاد کرو جن کے پاس سے یہاں آئے ہو لیکن بانسری کو رونے کی یہ توفیق جب ہوتی ہے ، جب وہ کسی کے منہ میں ہوتی ہے ، بانسری خود نہیں بجتی ، بجائی جاتی ہے ، اس کی صلاحیت آہ وفغاں محتاج ہے کسی بجانے والے کی ، جب کوئی بجانے والا اس کا ایک سرا اپنے منہ میں لیتا ہے تب اس میں آہ و نالے پیدا ہوتے ہیں ورنہ ایک لاکھ سال تک اگر زمین پر پڑی رہے تو بج نہیں سکتی اسی طرح تمہاری روح کے اندر بھی اللہ کی یاد میں رونے کی صلاحیت موجود ہے مگر رونا جب نصیب ہوگا جب کسی اللہ والے سے تعلق کرو گے ، اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے دو گے اسکو اپنا مربی بناؤ گے ۔ اس تعلق کی برکت سے اس اللہ والے کا درد دل تمہاری

روح میں داخل ہوجائے گا اور پھر تمہاری روح بھی مثل بانسری کے اللہ کی یاد میں رونے لگے گی اور اہل اللہ کی صحبت کا کیا اثر ہوگا اس کو دوسرے مصرع میں بیان کرتے ہیں کہ ؎

وز جدائی ہا شکایت می کند

جس طرح بانسری اپنے مرکز کی جدائی کا غم بیان کرتی ہے خود بھی روتی ہے اور دوسروں کو بھی رلاتی ہے اسی طرح تمہاری روح بھی اپنے اللہ کی جدائی کا غم بیان کرے گی خود بھی روئے گی دوسروں کو بھی رلائے گی اور اللہ کا دیوانہ بنائے گی۔ بانسری کی مثال سے مولانا نے یہ سبق بھی دے دیا کہ تم اللہ کی یاد میں رو نہیں سکتے جب تک اللہ والوں کی صحبت میں نہ رہوگے۔

راہ سلوک کا سب سے بڑا حجاب اور اس کا علاج

اور دوسرا شعر کیا تھا جس میں مولانا نے راہ سلوک کے سب سے بڑے حجاب یعنی شہوت نفس کا علاج بتایا ہے ؎

نار شہوت چہ کشد؟ نور خدا

علماء کرام! غور سے سنئے۔ مثنوی کا وزن کیا ہے؟ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔ فاعلاتن فاعلاتن میں مولانا نے ایک سوال قائم کیا نار شہوت چہ کشد؟ ابھی مصرع پورا نہیں ہوا۔ فاعلن باقی ہے۔ اسی فاعلن میں جواب دے دیا نور خدا۔ مولانا کا کمال ہے کہ اس چھوٹی سی بحر میں ایک ہی مصرع میں سوال بھی قائم کیا اور اسی میں جواب بھی دے دیا۔ نار شہوت چہ کشد سوال ہے اور نور خدا جواب ہے کہ شہوت کی آگ یعنی گناہ کے گندے گندے تقاضوں کی آگ

کیسے بجھے گی؟ گناہ کرنے سے یہ شہوت کی آگ نہیں بجھے گی۔ گناہ کرنے سے گناہ کے تقاضے کم نہیں ہوں گے اور بڑھ جائیں گے۔ پاخانے کو پیشاب سے دھونے سے ناپاکی اور بڑھ جائے گی۔ تم سمجھتے ہو کہ گناہ کرنے سے گناہ کے تقاضوں کو سکون مل جائے گا؟ ہرگز نہیں! اور آگ لگ جائے گی۔ اور دل پریشان ہوجائے گا۔ دیکھو جہنم کا پیٹ دوزخیوں سے نہیں بھرا۔ جب دوزخ سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے هَلِ امْتَلَئْتِ اے جہنم تیرا پیٹ بھر گیا؟ تو جہنم کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ اللہ میاں ابھی پیٹ نہیں بھرا۔ کچھ اور دوزخی لائیے کچھ اور گنہگار مجھ میں بھریئے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ فیضع قدمه اس وقت اللہ دوزخ پر اپنا قدم رکھ دے گا۔

محدثین کرام سے گذارش ہے کہ اس شرح کو ذرا غور سے سنئے۔ جب آپ یہ حدیث پڑھائیں گے تو انشاء اللہ اختر کی یہ تقریر کام دے گی۔ فیضع قدمه جب دوزخ کہے گی کہ میرا پیٹ نہیں بھرا کچھ اور لائیے تو اللہ تعالیٰ ظالم تھوڑی ہیں کہ بے گناہوں سے دوزخ کو بھردیں۔ دوزخ پر اپنا قدم رکھ دیں گے فتقول جهنم قط قط و فی رواية قط قط قط ایک روایت میں ہے کہ جہنم دو دفعہ کہے گی بس بس اور ایک روایت میں ہے کہ تین دفعہ کہے گی بس بس بس اللہ میرا پیٹ بھر گیا۔ اور قدم سے مراد اللہ کی تجلی خاص ہے کیونکہ اللہ قدم سے پاک ہے۔

اب مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ جب دوزخ کا پیٹ نہیں بھرا گنہگاروں سے تو تمہارا نفس جو دوزخ کی شاخ ہے۔ برانچ ہے یہ بھی گناہوں سے نہیں بھرے گا۔ پھر کس چیز سے بھرے گا؟ شہوت کی آگ کس چیز سے بجھے گی؟ جب گناہوں کی آگ گناہوں سے نہیں بجھ سکتی تو پھر کیا حاصل

کرو کہ یہ آگ بجھ جائے؟ فرماتے ہیں نور خدا۔ اللہ کا نور حاصل کرو اللہ کے نور ہی سے دوزخ کا پیٹ بھرا۔ اسی نور سے نفس کا پیٹ بھی بھرجائے گا۔ نور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ نار گرم ہوتی ہے اور نار کا الف اکڑا ہوا ہے اور نور کا واؤ جھکا ہوا ہوتا ہے لہذا جو اہل نور ہوتے ہیں وہ جھکے ہوئے۔ مٹے ہوئے ہوتے ہیں ان میں شان تواضع ہوتی ہے۔ خاکساری ہوتی ہے اور اہل نار اکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ پناہ میں رکھے تکبر اہل نار کی علامت ہے ابیٰ واستکبر و کان من الکافرین۔ نار اور نور کی لغت سے یہ مضمون کیسا حل ہوگیا۔ نور خدا جب آئے گا تو نار شہوت خود بجھ جائے گی ؂

نار شہوت چہ کشد نور خدا
نور ابراھیم را ساز اوستا

دیکھو حضرت ابراھیم علیہ السلام کے نور سے نمرود کی آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ تمہارے نفس کی آگ بھی آتش نمرود سے کم نہیں لہذا تم بھی اللہ کا نور حاصل کرو جو ذکر اللہ سے۔ صحبت اہل اللہ سے۔ عبادت سے اور گناہوں سے بچنے کا غم اٹھانے سے حاصل ہوتا ہے۔

روح سلوک

اور تیسرا شعر روح ہے سلوک کی جس کی شرح بھی مولانا کی خانقاہ میں بیان ہوئی۔ وہ کیا شعر ہے ؂

اے خدا جوئیم توفیق ادب

اے اللہ ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں۔ اپنے بڑوں کا ادب مانگتے ہیں

کہیں ایسا نہ ہو کہ جوش میں آکر ہم سے کوئی بے ادبی ہوجائے جس سے ہمارے بڑوں کا دل مکدر ہوجائے اور اے اللہ ہم ادب کی توفیق کیوں مانگتے ہیں چونکہ ؎

بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی سے محروم ہوجاتا ہے۔

ادب کیا ہے؟

اور ادب کیا چیز ہے سن لیجئے۔ دین کی کتاب پر ٹوپی کو مت رکھو، اسی طرح قلم چشمہ اور مسواک وغیرہ کو بھی کتاب پر نہ رکھو۔ قرآن شریف پر بخاری شریف کو مت رکھو کیونکہ قرآن شریف اللہ کا کلام ہے اور بخاری شریف پر فقہ کی کتاب مت رکھو کیونکہ بخاری شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور فقہ پر تصوف کی کوئی کتاب نہ رکھو۔ ہر چیز کا مرتبہ الگ ہے۔ اور اپنے بڑوں کا ادب رکھو۔ جب اپنا کوئی بڑا خصوصاً اپنا شیخ تقریر کررہا ہو تو خود مت بولو۔ اس وقت اگر کوئی علمی نکتہ ذہن میں آجائے تو یہ نہ کہو کہ حضرت مجھے ایک بات یاد آگئی۔ میں نے فلاں کتاب میں یہ پڑھا تھا۔ یہ سخت بے ادبی ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید سلیمان ندوی جیسے بڑے بڑے علماء سب خاموش رہتے تھے۔ میر مجلس کے متعلق یہ حسن ظن رکھنا چاہئے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم کی بارش ہورہی ہے، تم بولوگے تو اس بارش میں دخل انداز ہوگے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے

فضل میں دخل انداز مت ہو۔ خاموشی سے سنو۔ اسی لئے اللہ نے کان دو دئے ہیں اور زبان ایک دی ہے لہذا ایک بولو اور دو سنو یعنی بولو کم اور سنو زیادہ۔ حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں کہ چھوٹا بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلے بولتا نہیں ماں باپ کی سنتا ہے پھر اس کے بعد صحیح بولتا ہے اور جو بچہ بہرا ہو، ماں باپ کی گفتگو نہ سنتا ہو وہ بول نہیں سکتا۔ ہر بہرا گونگا ہوتا ہے۔ دنیا میں جتنے گونگے ہیں سب بہرے ہیں۔ ان کے کان نہیں ہوتے اور جو کان بنتا ہے اس کو زبان ملتی ہے لہذا شیخ کی بات کے لئے سراپا کان بن جاؤ۔ پھر انشاء اللہ ایسی زبان عطا ہوگی کہ دنیا حیران ہوگی۔

قونیہ میں مولانا کے اشعار کی یہ شرح بیان ہوئی جس کا اس بس میں دوبارہ مذاکرہ ہوگیا۔ مثنوی الہامی کتاب ہے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار کہنا آسان کام نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہو۔ مولانا پر جب مثنوی وارد ہوتی تھی تو مولانا کے سب سے پیارے مرید اور خلیفہ مولانا حسام الدین اس کو جلدی جلدی لکھتے جاتے تھے۔ مولانا رومی کو مولانا حسام الدین سے بے انتہا محبت تھی۔ پوری مثنوی میں جگہ جگہ مولانا نے انہیں کا نام لیا ہے۔ مولانا ان کی اتنی محبت اور اتنا اکرام کرتے تھے کہ لوگوں کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ یہ مولانا کے شیخ ہیں۔ دیکھئے فرماتے ہیں ؂

اے حسام الدیں ضیائے ذوالجلال

اے حسام الدین تم اللہ کی روشنی ہو۔ یہ پیر کہہ رہا ہے اپنے خلیفہ کے لئے

میل می جوشد مرا سوئے مقال

جلدی سے قلم کاغذ لاؤ۔ پھر مجھے مثنوی الہام ہورہی ہے اللہ تعالیٰ اپنے دریائے علم سے پھر مجھے کچھ دے رہا ہے جس کی وجہ سے مجھے مثنوی کہنے کا جوش ہورہا

ہے مولانا پر تو کیفیت طاری ہوتی تھی جب مثنوی وارد ہوتی تھی تو مولانا حسام الدین ہی اس کو لکھتے تھے ان ہی کی محنت سے مثنوی محفوظ ہوئی۔ فرماتے ہیں

اے حسام الدیں ضیاء الدیں بسے
میل می جوشد بہ قسم سادسے

دفتر ششم مثنوی کا آخری دفتر ہے اور جس جنگل میں یہ لکھا گیا ہے ہمارے رہبر سفر مسٹر صائم ہم لوگوں کو وہاں لے گئے تھے اور بتایا تھا کہ یہ وہ جنگل ہے جہاں مثنوی کا آخری دفتر لکھا گیا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اے حسام الدین مثنوی کا چھٹا دفتر لکھنے کا مجھے جوش اٹھ رہا ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ کچھ دن کے لئے جو میں نے مثنوی لکھنا بند کردیا تھا اس کی وجہ یہ تھی ؎

مدتے در مثنوی تاخیر شد
مہلتے بایست تا خوں شیر شد

کچھ دن جو مثنوی بند ہوگئی تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ماں مسلسل دودھ پلائے گی تو دودھ کے بجائے خون آنے لگے گا لہذا کچھ وقفہ چاہئے کہ اس کا خون پھر دودھ میں تبدیل ہوجائے۔ لہذا جب یہ وقفہ مل گیا تو اب علم کا دودھ پھر سینہ میں جوش کر رہا ہے پس اس کو لکھ لو اور محفوظ کرلو کہ تم ہی اس کے اہل ہو۔ پھر جوش محبت میں مولانا حسام الدین کے لئے فرماتے ہیں کہ اے حسام الدین میں جو تمہاری تعریف کرتا ہوں تو تمہارے بعض پیر بھائی جو نسبت مع اللہ سے محروم مثل مٹی کے ہیں چہ میگوئیاں کررہے ہیں ؎

قصد کردستند ایں گل پاربا
کہ بپوشانند خورشیدے ترا

یہ مٹی کے ڈھیلے جو تمہاری شکایت اور غیبت کر کے چاہتے ہیں کہ تمہارے

آفتاب کو اپنی حسد کی مٹی سے چھپا دیں پس چونکہ ؎

مدح تو حیف است بازندانیاں

تمہاری تعریف ان نفس کے قیدیوں پر سخت گراں ہے لہٰذا اب ان لوگوں کے سامنے ہم تمہاری تعریف نہیں کریں گے بلکہ ؎

گویم اندر مجمع روحانیاں

اب اہل روحانیت کے مجمع میں تمہاری تعریف کروں گا۔

مثنوی کے الہامی ہونے کی طرف ایک اشارہ

مثنوی کے الہامی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مولانا فرماتے ہیں ؎

قافیہ اندیشم و دلدار من

گویدم مندیش جز دیدار من

جب میں قافیہ سوچنے لگتا ہوں تو عالم غیب سے مجھے آواز آتی ہے کہ اے جلال الدین مت سوچ مثنوی تو ہم لکھوا رہے ہیں بس میری طرف متوجہ رہو۔ اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب مولانا کے قلب پر مثنوی کا ورود بند ہوگیا تو مولانا سمجھ گئے کہ مثنوی ختم ہوگئی لہٰذا آدھا قصہ بیان کر کے چھوڑ دیا ۔ اپنی طرف سے اس کو پورا بھی نہیں کیا۔ یہ بھی نہ شرمائے کہ لوگ کیا کہیں گے اور وجہ یہ بیان کی کہ ؎

چوں فتاد از روزن دل آفتاب

میرے دل کی کھڑکی کے سامنے جو آفتاب علم عالم غیب سے مثنوی الہام کر رہا تھا وہ ڈوب گیا ؎

ختم شد واللہ اعلم بالصواب

لہذا مثنوی ختم ہوگئی اور اللہ ہی کو ہر چیز کے صواب و حکمت و مصلحت کا علم ہے اور ایک پیشین گوئی بھی فرمادی کہ اللہ تعالیٰ ایک نورجاں پیدا کرے گا جو اس مثنوی کو پورا کرے گا۔ چنانچہ پانچ سو سال کے بعد بارہویں صدی ہجری میں مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ نے مثنوی کی تکمیل فرمائی اور اس قصہ کو بھی پورا کردیا جو مولانا رومیؒ نے آدھا چھوڑدیا تھا اور فرمایا کہ میں اپنی روح میں مولانا رومی کی روح کے فیض کا مشاہدہ کررہا ہوں کہ علوم و معارف القاء ہورہے ہیں لہذا یہ کلام جو میری زبان سے نکلے گا دراصل مولانا ہی کا کلام ہوگا۔

مولانا رومی سے حضرت والا کا شدید قلبی تعلق

ارشاد فرمایا کہ مولانا جلال الدین رومی بچپن ہی سے میرے استاد ہیں۔ مثنوی سے میں نے تصوف اور سلوک سیکھا۔ اللہ کی طلب اور پیاس مثنوی سے مجھ کو حاصل ہوئی۔ میں اس وقت بچہ تھا، بالغ بھی نہیں ہوا تھا، بارہ سال کی عمر تھی، جنگل کی ایک مسجد میں جاکر نماز پڑھتا تھا اور آسمان کی طرف دیکھ کر مولانا کا یہ شعر پڑھتا تھا ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق

اے خدا اختر آپ کی جدائی کے غم میں اپنے سینہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے ؎

تا بگویم شرح از درد اشتیاق

تاکہ آپ کی محبت کی بات کو میں درد دل سے پیش کروں۔ اگر یہ اللہ کا

جذب نہیں تھا تو پھر کون مجھے جنگل میں لے جاتا تھا۔ اس وقت آسمان و زمین کو دیکھ کر دل کو وجد آجاتا تھا اور مولانا کے اشعار سے تسلی ہوتی تھی۔

والذین اٰمنوا اشد حبا للّٰہ کے متعلق ایک جدید علم عظیم

سفر کے دوران ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جملہ خبریہ سے یہ آیت نازل فرمائی والذین اٰمنوا اشد حبا للّٰہ کہ مجھ پر ایمان لانے والوں کے دل میں ۔میرے ماننے والوں کے دل میں میری محبت تمام محبتوں سے اشد ہے۔ اس آیت کی تفسیر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان نبوت سے بصورت جملہ انشائیہ یعنی بصورت دعا مانگ کر فرمائی جس میں اشد محبت کے حدود اور اشد محبت کا معیار آپ نے اللہ سے مانگا کہ اللھم اجعل حبك احب اِلَیَّ من نفسی و اھلی و من الماء البارد۔ یہ جملہ انشائیہ صورتاً تو جملہ انشائیہ ہے حقیقتاً خبر ہے۔ علماء حضرات جانتے ہیں کہ عربی قواعد کی رو سے دعا انشا میں شامل ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ والذین اٰمنوا الخ تو جملہ خبریہ ہے لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ خبریہ کی تفسیر جملہ انشائیہ سے کیوں فرمائی؟

اختر زندگی میں آج پہلی دفعہ یہ مضمون بیان کررہا ہے۔ یہ اللہ کی عطا اور بھیک یہاں راستہ میں قونیہ سے واپسی پر بہ طفیل مولانا جلال الدین رومی مل رہی ہے۔ ان کا فیض میں محسوس کررہا ہوں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ خبریہ کے بجائے جملہ انشائیہ دعائیہ کیوں استعمال کیا؟ جواب یہ ہے کہ ازراہ بندگی ۰ ازراہ عبدیت۔ جملہ انشائیہ

استعمال فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال بندگی اور اپنی عبدیت کاملہ پیش کی کہ اے اللہ اشد حبا للہ کے جملہ خبریہ کے مصداق ہم کہاں ہوسکتے ہیں. اتنی اشد اور عظیم محبت ہم کہاں سے لائیں گے لہذا ہم جملہ انشائیہ دعائیہ کے ذریعہ آپ کے جملہ خبریہ کی تکمیل کا راستہ اختیار کرتے ہیں تاکہ احتیاج اور بندگی کے راستہ سے ہم آپ کی اشد محبت کو مانگ لیں اور جب آپ عطا فرمائیں گے تو اشد محبت کا معیار ہمیں حاصل ہوجائے گا اور آپ احب الی من نفسی . احب الی من اھلی . اور احب الی من الماء البارد ہوجائیں گے یعنی آپ ہمیں جان سے زیادہ ۰ اہل و عیال سے زیادہ اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیارے ہوجائیں گے اور اس وقت آپ کے کرم سے ہم اشد حبا للہ کے جملہ خبریہ کے مصداق ہوجائیں گے ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ انشائیہ حقیقت میں جملہ خبریہ ہے یعنی جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اشد محبت آتی ہے اس کو محبت کے یہ تین معیار حاصل ہوجاتے ہیں اور یہی اشد محبت کے حدود ہیں کہ اللہ اس کے دل میں جان سے زیادہ اہل و عیال سے زیادہ اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہوجاتا ہے ۔ لیکن جملہ خبریہ کے بجائے جملہ انشائیہ استعمال فرمانا اس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار عبدیت کاملہ و اظہار احتیاج بندگی ہے ۔ جملہ خبریہ میں دعویٰ ہوجاتا کہ کہ ہم لوگ اس مقام محبت پر فائز ہیں ۔ لہذا جملہ انشائیہ دعائیہ سے آپ نے اس مقام محبت کو مانگا اور آپ کو تو یہ مقام حاصل تھا امت کو سکھادیا کہ اس طرح مانگو اللھم اجعل حبك احب الی من نفسی اے اللہ آپ ہمیں اپنی محبت اتنی دے دیجئے کہ ہم اپنی جان سے زیادہ آپ سے محبت کریں ،ہر لمحہ آپ پر فدا رہیں ۰ اپنے دل کو توڑدیں آپ کے قانون کو

نہ توڑیں، آپ کو ناخوش کر کے اپنے دل کو خوش نہ کریں ومن اھلی اور اپنے بال بچوں سے زیادہ آپ کی محبت کریں۔ ایسا نہ ہو کہ بیوی بچوں کو خوش کرنے کے لئے ہم آپ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کر بیٹھیں اور ومن الماء البارد اور حالت پیاس میں ٹھنڈے پانی سے جتنا مزہ آتا ہے کہ رگ رگ میں جان آجاتی ہے اے اللہ اس سے زیادہ ہم آپ سے محبت کریں۔ جو اللہ کے عاشق ہیں جب وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی رگ رگ میں جان آتی ہے اور ان کی جان میں کروڑوں جان آجاتی ہے۔ اللہ کے عاشق اللہ کے نام سے زندگی پاتے ہیں جیسے پیاسا پانی پی کر اپنی جان میں جان محسوس کرتا ہے، جو اللہ کے پیاسے ہیں وہ اللہ کے نام کا شربت ایمان افزا، شربت محبت افزا، شربت یقین افزا، شربت احسان افزا پیتے ہیں۔ ہمدرد کا شربت روح افزا اس کے سامنے بھلا کیا حقیقت رکھتا ہے۔

یہ حدیث تو بخاری شریف کی ہے۔ مولانا جلال الدین رومی کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جملہ انشائیہ کی وجہ بیان کرتے ہیں دیوان شمس تبریز میں کہ ؎

بجز چیزے کہ دادی من چہ دارم

اے اللہ جو آپ ہمیں دیں گے وہی تو ہم پائیں گے، اگر آپ ہی ہمیں نہ دیں گے تو ہم کہاں سے لائیں گے، ہم تو آپ کے بھک منگے ہیں، آپ کے فقیر ہیں۔ لہذا جو آپ نے دیا ہے وہی تو ہمارے پاس ہے ؎

چہ می جوئی ز جیب و آستینم

آپ میری جیب و آستین میں کچھ نہیں پائیں گے۔ اس میں کیا رکھا ہے، جو بھیک آپ دیں گے وہی تو ہم پائیں گے لہذا پہلے محبت کی بھیک آپ ہم کو

دے دیجئے پھر ہم سراپا محبت بن جائیں گے ۔ جملہ انشائیہ کی وجہ مولانا نے عاشقانہ انداز میں بیان کی کہ اے اللہ ہم آپ سے آپ کے فضل کی بھیک مانگتے ہیں کہ اشد درجے کی محبت آپ ہمیں دے دیں تاکہ والذین اٰمنوا اشد حباللّٰہ کے ہم مصداق ہوجائیں ۔ اسی اشد محبت کو عارف رومیؒ دوسری جگہ اس طرح مانگتے ہیں ۔

بر کف من نہ شراب آتشیں
بعد ازیں کرو فر مستانہ بیں

ترجمہ : ۔ اے خدا پہلے خوب تیز والی اپنی محبت کی شراب مجھ کو پلا دیجئے پھر میری عاشقی کا تماشا دیکھئے ۔

(۲۳) سبحان ربی الاعلیٰ کا عاشقانہ ترجمہ

راستہ میں ایک جگہ دوپہر کا کھانا تناول کیا گیا اور وہیں قریب کی ایک مسجد میں ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی گئی ۔ بعد نماز مولانا عبدالحمید صاحب مہتمم دارالعلوم آزاد ول (جنوبی افریقہ) اور مولانا ہارون صاحب شیخ الحدیث (دارالعلوم اسپنگو بیچ) (یہ دونوں علماء حضرت والا کے مجاز بھی ہیں) کو مخاطب کرکے فرمایا کہ سبحان ربی الاعلیٰ کے معنی ہیں کہ ہمارا پالنے والا عالی شان ہے اور اس کی شان پرورش ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے لہٰذا جس کو جس حال میں رکھیں وہ سمجھے کہ یہی میرے لئے مفید ہے ۔

خدام اہل اللہ کی تواضع کا سبب

حضرت والا جب مسجد سے نکلنے لگے تو شیخ الحدیث مولانا ہارون صاحب نے حضرت والا کے جوتے اٹھالئے تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہ اللہ کا راستہ ہے۔ اگر یہ مرید نہ ہوتے تو سب ان کے جوتے اٹھاتے۔ یہ کسی کا جوتا نہ اٹھاتے اور نفس پھول کر کپا ہوجاتا اور کہتا کہ ہمچو ما دیگرے نیست یعنی مجھ جیسا کوئی دوسرا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ ابھی ایک علم عظیم عطا ہوا کہ جب خادم مخدوم ہوتا ہے تو اس کی عبدیت کا زاویہ قائمہ نوے ڈگری اللہ کی طرف مستقیم رہتا ہے اور جو خادم نہ ہو اور مخدوم بن جائے تو اس کا دماغ خراب ہوجاتا ہے اور وہ تکبر کا پوٹ ہوتا ہے۔

عشاقِ حقیقی اور عشاقِ مجازی کی زندگیوں کا فرق

ارشاد فرمایا کہ بس یہی کہتا ہوں کہ اللہ پر مرنا سیکھ لو۔ جو اللہ پر مرتا ہے اس کو دنیا میں بھی ایک ایسی نئی زندگی ملتی ہے کہ اس زندگی کا کوئی مثل نہیں ہوتا کیونکہ وہ لا مثل لہ پر اپنی زندگی فدا کررہا ہے تو اس کی حیات کو بھی اللہ تعالیٰ لا مثل لہ کردیتے ہیں۔ بے مثل لذت، بے مثل حیات، بے مثل انفاس زندگی اس کو نصیب ہوتے ہیں، بے مثل مزہ دل میں پاتا ہے اور ہر وقت اللہ کے قرب خاص سے مشرف ہوتا ہے جس کی لذت کو دنیا کی کوئی زبان تعبیر نہیں کرسکتی اور ان دنیوی عاشقوں کا کیا کہوں کہ کتنا برا حشر ہے جنھوں نے حسینوں کے "فرسٹ فلور" سے نظر کی حفاظت نہیں کی یعنی ان کے

چہرہ اور آنکھوں کو دیکھا شیطان نے ان کو "گراؤنڈ فلور" میں پش (push) کیا اور وہ گٹر لائنوں میں پڑے ہوئے ہیں اور جن پر یہ مرتے ہیں وہ بھی گالیاں دیتے ہیں کہ یہ خبیث اللہ سے نہیں ڈرتا، میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ خبیث جیسے برے برے القاب ملتے ہیں اور اگر وہ مبتلائے مصیبت ہوجائے تو وہی معشوق کہتے ہیں کہ یہ سب اس کے کرتوتوں کا اور اس کے گناہوں کا عذاب ہے۔ اور اگر ان کے فراق میں راتوں کو کوئی روتا ہے تو ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کون میرے لئے رورہا ہے اور ایک ہمارا اللہ ہے کہ ایک آنسو کوئی اس کے لئے گرادے تو وہاں فوراً ریکارڈ ہوجاتا ہے، کوئی دل میں یاد کرلے تو اللہ کو خبر ہوجاتی ہے کیونکہ وہ ہر وقت اور ہر جگہ ساتھ ہے و ھو معکم این ما کنتم علیم وخبیر ہے علیمٌ بذات الصدور ہے اور عشق مجازی کا کیا صلہ ملتا ہے اس کو میں نے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

صلہ عشقِ مجازی کا یہ کیسا ہے ارے توبہ
کہ عاشق روتے رہتے ہیں صنم خود سوتا رہتا ہے

یہ کون سی عاشقی ہے کہ یہ اس کی یاد میں رورہا ہے اور وہ بے خبر سورہا ہے کیا ذلت ہے، اس سے بڑی کوئی پستی نہیں جو اللہ کو چھوڑ کر مرنے والوں پر مرتا ہے یہ قسمت کی محرومی ہے۔ عشقِ مجازی سے خدا کی پناہ مانگو۔

سراپا تسبیح

ارشاد فرمایا کہ بہت سے اللہ والے ایسے ہیں جن کی زبان خاموش ہے لیکن دل سے وہ ہر وقت اللہ کے ساتھ ہیں، بظاہر وہ ذکر نہیں کررہے ہیں

لیکن دل میں ان کے ہر وقت اللہ ہے۔ میرا شعر ہے ؂

محبت میں کبھی ایسا زمانہ بھی گذرتا ہے
زباں خاموش رہتی ہے مگر دل روتا رہتا ہے

یہ مت سمجھو کہ یہ تسبیح نہیں پڑھ رہے ہیں۔ بہت سے اللہ والے ایسے ہیں کہ زبان پر تسبیح نہیں ہے مگر ان کے بال بال سراپا تسبیح ہیں، سراپا درد دل ہیں، سراپا وہ اللہ کے ہیں، ایک لمحہ کے لئے اللہ سے غافل نہیں۔ یہ واقعہ میرا خود اپنا چشم دید ہے ؂

ہم نے دیکھا ہے ترے چاک گریبانوں کو
آتش غم سے چھلکتے ہوئے پیمانوں کو
ہم نے دیکھا ہے ترے سوختہ سامانوں کو
سوزش غم سے تڑپتے ہوئے پروانوں کو

(احقر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس ملفوظ میں درپردہ حضرت اقدس نے خود اپنا مقام بیان فرمایا ہے۔ ایک ایک لفظ حضرت والا کی ذات مقدسہ کا نقشہ ہے ؂

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

احقر نے چند سال پہلے حضرت والا دامت برکاتہم کی شان میں ایک شعر عرض کیا تھا جس میں حضرت والا کے اس مقام بلند کی عکاسی ہے ؂

دل میں ہر لحظہ ترے جلوۂ جاناں دیکھوں
ہاتھ میں گرچہ ترے سبحۂ صد دانہ نہیں

حضرت والا کی شان میں احقر کا دوسرا شعر ہے ؂

نہیں دیوانہ حق جو ترا دیوانہ نہیں
ہائے وہ روح کہ جس نے تجھے پہچانا نہیں

موت کے وقت کون غمگین اور کون خوش ہوتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ جو اللہ والا نہ بنا تو مرتے وقت اس کو غم ہوگا کہ اے اللہ ہم جس پر مرے تھے وہ بزنس تو اوپر رہ گئی۔ جس کو مر مر کے بنایا تھا سنگ مرمر کی وہ بلڈنگ تو اوپر رہ گئی۔ کار اور قالین موبائل اور موبل آئل سب اوپر رہ گئے اور میں اکیلا نیچے جارہا ہوں۔ یہ کیا ہوا؟ آج کوئی میرے ساتھ نہیں ؎

مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے
مری نماز جنازہ پڑھائی غیروں نے

اور جس نے اللہ کو حاصل کرلیا وہ خوشی خوشی مرے گا کہ اے اللہ میں اکیلا نہیں آپ کو ساتھ لے کر جارہا ہوں۔ قبر میں، برزخ میں، محشر میں اور جنت میں بھی اللہ اس کے ساتھ ہوگا۔

علم کی روح کیا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اللہ کے کچھ عاشقین کی ایک جماعت مل جائے جو سارے عالم میں میرے ساتھ اللہ کی محبت میں پھریں ؎

سارے عالم میں پھر پھر کے یارب
تیرا درد محبت سنائیں
تیرا درد محبت سنا کر

سارے عالم کو مجنوں بنائیں
سارے عالم کو مجنوں بنا کر
میرے مولیٰ ترے گیت گائیں
دربدر ڈھونڈتا ہے یہ اختر
اہل درد محبت کو پائیں

آپ بتائیے ایک مومن کو اللہ کی محبت سکھا دینا کہ وہ اللہ والا بن جائے خاص کر ایک عالم صاحب درد ہوجائے اور اس کی اصلاح ہوجائے تو عالم کی اصلاح سے عالم کی اصلاح ہوتی ہے۔ پھر ایک دارالعلوم کیا ایک عالم آپ کا دارالعلوم ہوگا۔ دارالعلوم کی روح اللہ کی محبت ہے ورنہ دارالعلوم اینٹ اور سمینٹ کا نام نہیں۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دارالعلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دارالعلوم روح کے جلنے کا نام ہے

دل اللہ کی محبت میں تڑپ رہا ہو اصلی دارالعلوم یہ ہے۔ دارالعلوم تعمیر کرانا اور اس کے لئے اینٹیں لانا اور دارالعلوم چلانا ایک غیر عالم بھی کرسکتا ہے۔ استادوں کو تنخواہ ایک غیر عالم بھی دے سکتا ہے۔ طلباء کی نگرانی غیر عالم بھی کرسکتا ہے لیکن کسی صاحب درد سے اللہ کی محبت کا درد حاصل کرنا بے بہا اور قیمتی چیز یہ ہے۔ اپنے شیخ کے ساتھ عالم میں پھر پھر کر یہ درد حاصل کریں اور اللہ کے بندوں کو تقسیم کریں پھر آپ کا دارالعلوم دارالعلوم ہوگا۔ پھر آپ کا درس درس ہوگا کہ طالب علم بھی صاحب نسبت بن کے نکلیں گے۔

میں نے اپنے بیٹے مولانا مظہر میاں سے کہا کہ کتب خانہ اور دواخانہ تو غیر عالم بھی چلا سکتا ہے آپ اپنا وقت اللہ کے دین کے لئے وقف کیجئے۔ اگر

ساری دنیا مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتے۔ آپ مچھر کا پر پیش کرکے اپنی دنیا کا کام لیجئے۔ ملازمین کو اچھی اچھی تنخواہیں دیجئے کہ وہ آپ کا کام صحیح طرح انجام دیں۔ ان کو مچھر پیش کرکے آپ مخلوق خدا کو محبت کے پتھر سکھائیں۔ ہندی اور گجراتی میں حروف کو پتھر کہتے ہیں۔ لہٰذا اب آپ نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ مولانا کتب خانے دواخانے میں جاکر بیٹھیں۔

حضرت والا کا انوکھا طریق اصلاح

کل احقر کی ایک عظیم غلطی پر حضرت والا دامت برکاتہم نے احقر کو اصلاح کے لئے ڈانٹا اور تنبیہ فرمائی تھی۔ حضرت والا تو سراپا رحمت ہیں اول تو کسی کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہی نہیں لیکن ضرورتاً اگر کبھی ڈانٹ بھی دیتے ہیں تو دوسرے وقت اس پر اس قدر شفقت و کرم اور دلجوئی فرماتے ہیں کہ ندامت ہونے لگتی ہے کہ شیخ تو روحانی باپ ہے اگر وہ جوتے بھی لگائیں تو ان کا حق ہے لیکن اپنے خدام کے ساتھ حضرت والا کی محبت و شفقت و کرم کی مثال نہیں ملتی اور بلا مبالغہ حضرت والا اس شعر کے مصداق ہیں ؂

ڈھونڈوگے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

اطال اللہ ظلالہ و بقاءہ و ادام اللہ فیوضہ و انوارہ۔ بس میں دوران گفتگو اچانک احقر کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اب آپ زیادہ غم نہ کیجئے کہ مجھ سے ایسی بیوقوفی کیوں ہوئی۔ اگر ایسی بیوقوفیاں نہ ہوتیں تو آج آپ کا دماغ تکبر سے بھرا ہوتا ؂

اے بسا زر را سیہ تابش کنند

آپ کو میرے ساتھ جو محبت ہے اور سارے عالم میں جو میرے ساتھ رہتے ہو یہ سونے کی اینٹ ہے۔ اس کو کبھی سیہ تاب کردیا جاتا ہے۔ کیوں؟

تا شود ایمن ز تاراج و گزند

تاکہ عجب و کبر کی تباہی و بربادی سے حفاظت ہوجائے تاکہ آپ کو خود اپنی نظر نہ لگ جائے ورنہ آپ اپنے کو وی آئی پی سمجھ جاتے لیکن جب ایسی بے وقوفیوں کا صدور ہوتا ہے تب نظر اس سونے کی اینٹ سے ہٹ جاتی ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ سب اللہ کا کرم ہے۔ اگر خدا مدد نہ کرے تو ہم سے ایسی بے وقوفی اور فاش خطا ہوسکتی ہے لہذا عجب و کبر کے چور ڈاکوؤں سے بچانے کے لئے سونے کی سل کو سیہ تاب کردیا جاتا ہے۔ تکوینی طور پر ایسے اسباب پیدا ہوجاتے ہیں لیکن اس کی نسبت اللہ کی طرف نہ کرنی چاہیے کیونکہ ما اصابك من سيئة فمن نفسك تمہارے نفس کی غلطی ہے۔ کسی گناہ سے قلب میں اندھیرے آئے جس سے یہ اندھیرے فعل ہوئے لہذا توبہ و استغفار سے اپنی عقل کے اندھیروں کو ہٹاؤ نور تقویٰ حاصل کرو تو ان شاء اللہ پھر ایسی غلطی نہ ہوگی مگر اس سے یہ تو ہوا کہ کم از کم اپنی نظر میں شکستہ ہوگئے بتاؤ اب وی آئی پی ہونے کا کچھ احساس ہے؟ [عرض کیا کہ بالکل نہیں۔ جامع] پھر کیا یہ معمولی نفع ہے کہ آپ کے اندر عبدیت پیدا ہوگئی، فنائیت پیدا ہوگئی کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ بولئے کس قدر احساس آپ کو اپنی نادانی کا ہوا۔ بس اللہ کو یہی پسند ہے کہ اپنے کو کچھ نہ سمجھو۔ جب صدور خطا ہوجائے تو اپنی نگاہوں سے گرجاؤ بندہ جب اپنی نگاہوں سے گرجاتا ہے تو اللہ کی نظر پاک اس کو اٹھالیتی ہے ۔

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ

مولانا رومی صاحب قونیہ فرماتے ہیں کہ عقل و فہم تیز کرنے سے اللہ کا راستہ طے نہیں ہوتا ۔

جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

شکستہ دل شکستہ خاطر کو جو اپنے کو پسماندہ سمجھتا ہے اللہ کا فضل اس کی دستگیری فرماتا ہے۔

حضرت والا کی فنائیت

اور شیخ کے ذمہ ہے کہ اپنے احباب کی خطاؤں کو معاف کرتا رہے کیونکہ اس کو بھی تو قیامت کے دن اپنی معاف کرانی ہے اور اپنے کو برتر سمجھ کر نہ ڈانٹے بھی سمجھے کہ یہ شہزادے ہیں اور شاہ نے حکم دیا ہے کہ ان کے کوڑے لگاؤ تو جلاد کوڑے لگاتا ہے تو ڈرتا بھی رہتا ہے اور بادشاہ کی نظر کو دیکھتا رہتا ہے کہ کہیں شاہ کی نظر نہ بدل جائے کوئی کوڑا تیز نہ لگ جائے۔ یہ حکیم الامت کے ارشادات ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ اصلاح بھی تو ہمارے ذمے ہے۔ خاموش کیسے رہیں ۔ دل پر جبر کر کے اور خود کو حقیر سمجھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔

تصوف میں حضرت والا کی شان تجدید

ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ میں معصیت اور اسباب معصیت سے دور رہو لیکن اے صوفیو! نفس کو تمام جائز نعمتیں ہر وقت دیتے رہو ۔ شربت اچھا پیو ، چائے عمدہ پیو ۔ اچھا کھاؤ ۔ کپڑے اچھے پہنو اور دوستوں میں ہنستے بولتے رہو

اکیلے مت رہو ورنہ شیطان پہنچ جائے گا۔ خلوۃ مع الحق مفید ہے خلوۃ مع الشیطان نہیں ۔ اسی لئے فرمایا گیا الجلیس الصالح خیر من الوحدۃ نیک ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے والوحدۃ خیر من جلیس السوء اور برے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے۔ لیکن آج کل اکثر حالات یہ ہیں کہ تنہائی میں شیطان گناہوں کے وسوسے ڈالتا ہے اس لئے کوشش کیجئے کہ نیک دوستوں میں وقت گذرے اگر آپ نے حلال نعمت بھی نفس کو نہ دی تو نفس پھر رسی تڑا لے گا جیسے جانور جب بھوکا ہوتا ہے تو پھر رسی تڑالیتا ہے۔ نفس کہے گا کہ یہ ظالم ملا گناہ بھی نہیں کرنے دیتا اور حلال سے بھی مجھے محروم رکھتا ہے۔ پھر ایسی رسی تڑائے گا کہ کوئی گناہ نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے صوفیوں کو میرا مشورہ ہے کہ نفس کو حلال نعمتوں میں مشغول رکھو۔ جب جائز کاموں میں نفس مشغول ہوگا تو ایک ہی وقت میں ناجائز کاموں میں مشغول نہیں ہوسکتا کیونکہ فلسفہ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ النفس لا تتوجہ الی شیئین فی اٰن واحد۔ نفس بیک وقت دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا۔ خود اپنا تجربہ دیکھ لیجئے کہ ہم لوگ اتنے دنوں سے ساتھ ہیں۔ ایک ساتھ کھانے کا مزہ پینے کا مزہ ہر وقت لطف ہے یا نہیں، جائز نعمتوں میں خوب لطف آرہا ہے یا نہیں؟ بتاؤ اس وقت کسی کو کوئی گناہ یاد آرہا ہے؟ اس حلال مزہ میں اتنا مشغول ہیں کہ نفس کو حرام مزے کا خیال بھی نہیں آتا۔ حلال نعمتوں میں اور نیک دوستوں میں اگر زندگی پار ہوجائے تو کیسی عمدہ پار ہوگی کہ زندگی بھی پار ہو اور یار بھی ساتھ ہو یعنی اللہ ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حلال نعمتوں کو چھوڑنے کو تو نہیں فرمایا۔ کس آیت اور کس حدیث میں ہے کہ جائز اور حلال نعمتوں کے چھوڑنے سے اللہ کی ولایت اور دوستی ملتی ہے ؟ ہاں یہ فرمایا کہ گناہوں کو چھوڑدو تو میرے ولی ہوجاؤ گے

ان اولیاءہ الا المتقون میرے ولی صرف وہ ہیں جو گناہوں سے بچتے ہیں۔ پس جو حلال نعمتیں حرام سے بچنے کا سبب ہوجائیں ان کو چھوڑنا جاہلانہ تصوف ہے۔ جن جاہل صوفیوں نے نفس کو جائز نعمتیں نہیں دیں اور تنہائی اختیار کی، اللہ والوں کی صحبت میں نہ رہے ان کے نفس نے ان کو ایسا پٹخا ہے کہ قلندر سے بندر ہوگئے یعنی جانوروں کی طرح حرام حلال کی بھی تمیز نہ رہی۔ اس لئے کہتا ہوں کہ سینے میں ہو عشق کا سمندر مگر احباب کے ساتھ رہو مست قلندر پھر نہیں بنوگے بندر ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لہذا نفس کو جائز نعمتوں میں، اللہ والے دوستوں میں خوب مشغول رکھو البتہ جب کسی بستی یا شہر سے گذرو اس وقت عدم قصد نظر کافی نہیں یعنی دل میں دیکھنے کا ارادہ نہ ہونا کافی نہیں، پھر تو شیطان دکھادے گا بلکہ قصد عدم نظر کرو یعنی یہ ارادہ کر کے گھر سے نکلو کہ ہم کو دیکھنا نہیں ہے چاہے نفس کو کتنی ہی تکلیف ہو، ہم تکلیف اٹھالیں گے، اپنے دل کو توڑ دیں گے لیکن اللہ کے قانون کو نہیں توڑیں گے اور عورتوں کو، لڑکوں کو نظر اٹھاکر نہیں دیکھیں گے۔ بس ایک عمل کرلو اگر اولیاء صدیقین کے آخری مقام تک نہ پہنچو تو کہنا کہ اختر کیا کہہ رہا تھا۔ نظر کی حفاظت اللہ کے راستے کا غم ہے۔ اس سے دل میں محبت کی اتنی تیز اسٹیم بنتی ہے کہ انسان اڑ جاتا ہے۔ ایسے دل پر اللہ کو پیار آتا ہے کہ یہ بندہ میرے لئے کتنا غم اٹھارہا ہے، اپنی آرزو کا خون کررہا ہے، مجھے راضی کرنے کے لئے اپنے دل کو ویران کررہا ہے اللہ کو رحم آتا ہے اور پھر اس کا جوش کرم ایسے بندوں کو اولیاء صدیقین کی چھوٹی سرحد تک نہیں آخری مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ بتایئے یہ تصوف مشکل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مجھے ایسا راستہ دکھایا ہے جس سے تصوف آسان ہی نہیں بلکہ لذیذ ہوگیا

فالحمد للہ تعالیٰ و لا فخر یا ربی۔

خوش طبعی اور مزاح میں اصلاح و تربیت

دوران تقریر ایک عالم صاحب جو حضرت کے مجاز بھی ہیں اونگھنے لگے تو فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کی نیند ایسی ہے کہ یہ لقمہ ہونٹوں تک لائیں گے اور سوجائیں گے اور لقمہ ہاتھ سے گرجائے گا لیکن اگر ان کی شادی یہاں ایک ترکی لڑکی سے طے کردی جائے اور اطلاع ہوجائے کہ ابھی مغرب کے بعد آنے والی ہے تو پھر ان کو نیند نہیں آئے گی لیکن بعد میں کوئی خبر دے کہ تمہاری بیوی نے ابھی پاؤں میں مہندی لگائی ہے، جب مہندی سوکھے گی اور جھڑے گی تب آئے گی تو مولانا کا کیا حال ہوگا۔ شاعر کہتا ہے ؎

آئی خبر کہ پاؤں میں مہندی لگی ہے واں
بس خوں ٹپک پڑا نگہہ انتظار سے

یا اگر کسی مولوی کو نیند کی شکایت ہو لیکن کوئی دو لاکھ رین کا چندہ لے کر آجائے اور کہے کہ مولوی صاحب یہ دو لاکھ گن لیجئے اور رسید دے دیجیے تو جس وقت وہ چندہ گن رہا ہو اس وقت کوئی مولوی یا مہتمم ہمیں سوکر دکھائے۔ تو پھر اللہ کی بات پر کیوں سوتے ہو۔ نوٹ زیادہ قیمتی ہے یا میرا مولیٰ زیادہ قیمتی ہے۔ اپنے مولیٰ کے لئے آنکھیں کھول کر رکھو۔

جنت میں اسی لئے نیند نہیں ہے۔ نیند جنتی چیز نہیں ہے دنیاوی راحت کی چیز ہے۔ اگر نیند جنتی چیز ہوتی تو جنت میں ہوتی۔ جنت میں کوئی نہیں سوئے گا کیونکہ سویا مرا برابر ہے۔ نیند میں لذتوں سے انقطاع ہوجاتا ہے

۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ جنت میں میرے بندے ہر وقت مزے کریں سونے میں ان کا وقت ضائع نہ ہو۔ ہر وقت اپنے دوستوں میں ہنسیں بولیں کھائیں پئیں ۔ وہاں تو مزے ہی مزے ہیں ۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے کیسی بات بیان کرادی۔

اسی گفتگو کے دوران مزاحاً فرمایا کہ جو قرض حسنہ مانگے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نادہندگان میں سے ہے۔ کسی نے کہا کہ قرض حسنہ سے مراد ہے کہ قرض دہندہ جب اپنا قرض مانگے تو قرضدار ہنس دے ۔ قرض حسنہ یعنی قرض ہنسنا۔

سست رفتاران دنیا، تیز رفتاران آخرت

(قونیہ میں حضرت والا نے نہایت کیف و مستی کے ساتھ اشعار مثنوی کی ایسی عشق انگیز اور نادر تشریح فرمائی کہ سننے والے مست ہوگئے اور یہ بھی فرمایا کہ دل چاہتا ہے کہ قونیہ میں زیادہ سے زیادہ مثنوی کی بات ہو۔ راستہ میں سب سے آخر میں جن دو شعروں کی تشریح فرمائی وہ مع شرح نقل کرتا ہوں۔ جامع)

ارشاد فرمایا کہ مولانا رومی فرماتے ہیں:

تا بدانی ہر کہ را یزداں بخواند

اللہ تعالیٰ جس کو اپنے کام کے لئے انتخاب فرماتے ہیں کہ تو بندوں کو میری محبت سکھا تو:

از ہمہ کار جہاں بے کار ماند

اس کو دنیا کے تمام کاموں سے بے کار کردیتے ہیں۔ اس کو کسی کام میں لگنے نہیں دیتے۔ وہ کسی کام کا نہیں رہتا مگر اللہ کے کام کا رہتا ہے۔

کار دنیا را زکل کاہل تراند

دنیا کے کاموں میں یہ سب سے زیادہ کاہل ہیں لیکن

در رہ عقبیٰ زمہ گو می برند

آخرت کے کاموں میں یہ چاند سے زیادہ تیز رفتار ہیں۔

دوران سفر حضرت والا نے یوں دعا مانگی کہ اے اللہ دین کے خادموں کو عظمت دین اور عزت نفس کے ساتھ خدمت دین کی توفیق دے۔ عظمت دین اور عزت نفس کے ساتھ ان کو خوب مال دے کہ وہ خوب دین کا کام کریں اور اس کو قبول فرما اور میری معارف مثنوی کا انگریزی میں ترجمہ ہوگیا ہے اے اللہ یورپی ممالک میں اس کے ذریعہ اپنی محبت کا غلغلہ مچادے کہ اس کو پڑھ کر کافر بھی مسلمان ہوجائیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی دعائیں مانگیں اللہ تعالیٰ تمام دعاؤں کو شرف قبول عطا فرمادیں آمین۔

اطلاع عام

دینی اجتماع اور وعظ (برائے اصلاح و تزکیہ)

بروز جمعہ ۱۲ بجے دن سے ایک بجے تک

بروز پیر بعد نماز مغرب تا عشاء

خواتین کے لئے پردے اور لاؤڈ اسپیکر کا انتظام ہے

آہ و نالوں سے ہٹ گئے ظلمات ان کی یادوں سے مل گئے نفحات
ہر نفس میرا ان سے باتیں ہیں ان کے عاشق کے ہیں یہی درجات
غیر فانی بہار عشرت ہے تلخ حسرت کے ہیں یہی ثمرات
میر کہتے ہیں سرد آہوں پر گرمی وصل کی ملی سوغات
کس قدر تلخیاں ہیں غیروں میں کاش اپنوں میں رہتے ہم ہیہات
مرنے والوں پہ مرنے والوں پر سینکڑوں غم ہیں سینکڑوں آفات
کاش مرتے ہم اپنے خالق پر اور پاتے ہم ان سے انعامات
نار شہوت کو نور حق سے بجھا
پیر رومی کے ہیں یہ ارشادات
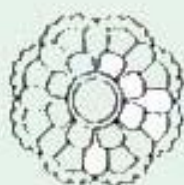
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

ندامت تجھ پہ ہو رحمت خدا کی
دلا دی مغفرت رب جہاں سے

تو کر لے خوش خدائے گلستاں کو
نہیں پالا پڑے گا پھر خزاں سے

وہ چھپا جاتا ہے ہر اہل لغت پر
بیاں کرتا ہے جو دردِ نہاں سے

اگر مطلوب ہے دردِ محبت
تعلق کر گروہِ عاشقاں سے

ہزاروں غم اٹھا کر جانِ سالک
مقرب ہو گئی مولائے جاں سے

سنو پیغام اختر گوشِ دل سے
فدا ہو تم خدا پر قلب و جاں سے

حسرتیں دل کی ہیں دل میں مہماں

حسرتوں کے زخم سے ہے خوں رواں
عشق کا ہوتا ہے یوں ہی امتحاں

میرے خونِ آرزو کا یہ سماں
رو رہا ہے دیکھ کر کے آسماں

ہیں زمیں پر ایسی بھی کچھ بستیاں
رشک جن پر کرتے ہیں کروبیاں

جس جگہ گرتا ہے خونِ آرزو
لے نہ لے بوسہ کہیں خود آسماں

بستیاں حسرت زدوں کی دیکھ لو
ان کی ویرانی میں ہے جنت نہاں

حسرتوں کے زخم سے ہے خوں رواں
اب نہ لو یارو ہمارا امتحاں

عشرتیں اختر ہیں دل سے دُور دُور
حسرتیں دل کی ہیں دل میں میہماں